ابن صفی

کی زندہ جاوید تحریر

11 نومبر

عمران کا مکمل کارنامہ

تھکے تھکے بوجھل
لمحوں کے لئے
اکسیر ہے

دوسروں کا خیال تھا کہ اس نے آم کی گٹھلی شرارتاً اس جگہ پھینکی تھی لیکن عمران بڑی بڑی قسمیں کھا رہا تھا۔ انہیں یقین دلا رہا تھا کہ ان کا خیال غلط ہے۔

"دراصل یہ آم......" اس نے بڑے عقیدت مندانہ انداز میں کہا۔ "مجھے ایک پیر صاحب نے تحفتاً بھجوایا تھا...... میں سوچ رہا تھا کہ گٹھلی کہیں دفن کردوں، اس لیے سڑک پار کر رہا تھا کہ وہ ہاتھ سے گر پڑی جب سے سائیکولوجیکل ریسرچ کا کارخانہ کھلا ہے، طبیعت تصوف کی طرف بہت زیادہ مائل رہتی ہے۔"

"کچھ بھی ہوا لیکن اس بیچاری کے چوٹ آئی ہے۔" صفدر بولا۔

"ایسے متبرک آم کی گٹھلی پر پیر پڑے گا تو چوٹ تو آنی ہی ہوئی۔ پیر صاحب کا تحفہ تھا۔"

"گٹھلی سڑک پار کرنے کے بعد گری تھی!" نعمانی نے کہا۔

"اللہ کی مرضی ہے!" عمران نے بے دلی سے کہا۔

"وہ خصوصیت سے سامنے والے مکان کی سیڑھی پر گرائی گئی تھی!" تنویر عمران کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا غرایا۔

"مشیت ایزدی۔" عمران نے ٹھنڈی [illegible]

"اور وہ بے چاری بے ہوش ہو گئی [illegible] ہی......" نعمانی بولا۔

"مر بھی جائے تو اللہ کی مرضی میں [illegible]

عمران کراہا۔

”تم عنقریب پاگل ہونے والے ہو۔“ تنویر نے آنکھیں نکالیں۔

”پرانی خبر ہے۔ غالباً ایک سال پہلے کی!“ عمران بولا۔ اتنے میں چپراسی اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر حیرت اور خوف کے آثار تھے۔

چوہان نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔ ”کیا بات ہے؟“

”صاحب مر گیا۔“

”کون مر گیا۔“

”وئی میم صاب جو اوور زینوں سے گرا تھا!“

”نہیں۔“

”ہاں صاحب...... اس کو اوور اسپتال لے جاتا تھا۔ راستے میں مر گیا!“

”کیسے معلوم ہوا؟“

”اس کا نوکر بتایا۔“

”تو تمہیں کیا پریشانی ہے۔ جاؤ اپنا کام کرو!“ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور وہ چپ چاپ باہر نکل گیا۔

اب وہ سب خاموشی سے عمران کو گھورے جا رہے تھے۔ دفعتاً عمران نے صفدر کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ ”آؤ چلیں۔“

صفدر تو بے چون وچرا اٹھ گیا لیکن تنویر نے اس کی راہ روک لی۔

”کیا مطلب؟“ عمران اسے نیچے سے اوپر تک گھورتا ہوا بولا۔

”تمہیں جواب دہ ہونا پڑے گا!“ تنویر نے دانت پیسے۔

”رشتے داری تھی تمہاری!“

”یہ تو پھانسی کے تختے ہی پر معلوم ہوگا۔“

”بھائی آنریری مجسٹریٹ ہوگئے ہیں؟“ عمران نے صفدر سے پوچھا۔

”سامنے سے ہٹ جاؤ!“ صفدر نے تنویر کو گھورتے ہوئے کہا۔

”اس طرح تم ایک مجرم کو فرار ہونے میں مدد دے رہے ہو۔“

عمران نے ان سب کو باری باری سے بغور دیکھا اور بولا۔ ”شاید میری عدم موجودگی میں یہاں چرس نوشی ہونے لگی ہے!“ چوہان بھی اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کے قریب آ کھڑا ہوا۔ ”ایک بات بتاتے جاؤ۔“ اس نے کہا۔ ”بات سامنے کی ہے...... اگر اس کے متعلق ہم سے بھی پوچھ گچھ ہوئی تو!“

”آم کی گٹھلی زیر بحث نہ آنے پائے!“ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

”وہ تو ضرور آئے گی۔“ تنویر مٹھیاں بھینچ کر بولا۔

”تو پھر اپنا حشر بھی دیکھ لینا۔“ اس نے اسے دھکا دے کر ایک طرف ہٹاتے ہوئے کہا اور صفدر کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتا ہوا باہر نکل آیا۔ صفدر کی گاڑی قریب ہی کھڑی تھی۔

”مجھے ٹپ ٹاپ نائٹ کلب لے چلو۔“ اس نے اس سے کہا۔ صفدر خاموشی سے اسٹیئرنگ سنبھال کر بیٹھ گیا۔ دوسری طرف کا دروازہ کھول کر عمران بھی اس کے قریب آ بیٹھا۔

گاڑی چل پڑی اور صفدر بولا۔ ”بعض اوقات......“

”میں بالکل دیوانہ معلوم ہوتا ہوں۔“ عمران نے جملہ پورا کر دیا۔

”آخر یہ سب کیا تھا؟“

”ابھی تو کچھ بھی نہیں تھا۔“

”لیکن......“ صفدر کچھ کہتے کہتے رک گیا۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے آثار تھے۔

"میرے خیال سے کوئی اور ذکر چھیڑو!" عمران نے بڑے خلوص سے مشورہ دیا۔

"یعنی وہ مرگئی...... اور آپ......!"

"جی ہاں...... میں اس کا سوگ منانے کو زندہ بیٹھا ہوں، سمجھ میں نہیں آتا کہ تم لوگ آخر اتنے خدا ترس کیوں ہوگئے ہو...... آہا سمجھا...... سائیکولوجیکل ریسرچ کے کارخانے میں بیٹھے ہوئے ہیں نا...... اللہ رحم کرے دوسرے ممالک کے نفسیات کے طالب علم وڈورتھ بنتے ہیں...... ولیم جیمز بنتے ہیں، یونگ بنتے ہیں، ایڈلر بنتے ہیں لیکن ہیہات...... یہاں کے ماہر نفسیات لوگوں کی شخصیتوں کا تجزیہ کرنے بیٹھتے ہیں اور انہیں ولی اللہ ثابت کردینے کے بعد سوچتے رہ جاتے ہیں کہ وہ خود کیا چیز ہیں ملک کے سارے بڑے افسروں کو ان سے رجوع ہونا چاہیے۔"

"رجوع کرنا......؟" صفدر نے تصحیح کی۔

"رجوع لانا صحیح ہے۔ اب تم زبان پر بحث کروگے...... تمہاری پچھلی نوکری پر واپس بھجوادوں گا۔ یاد رکھنا۔ میں نے بھی تھوڑی سی نفسیات پڑھی ہے۔"

"اچھا یہی بتا دیجیے کہ یہ سائیکولوجیکل ریسرچ کا ادارہ کیوں قائم کیا گیا ہے؟"

"یہ اپنے چیف ایکسٹو سے پوچھو!"

"میرا خیال ہے کہ دانش منزل کے بعد یہی ہیڈ کوارٹرز بنے گا۔ عمارت میں توسیع ہورہی ہے۔"

"بس مجھے اب اللہ اللہ کرنے دو......!" عمران ہاتھ اٹھا کر درویشانہ شان سے بولا...... صفدر پھر کچھ نہ بولا لیکن الجھن بدستور قائم رہی۔

"پچھلے ماہ انہیں ایکسٹو کی طرف سے 'تنظیم نو' کا حکم ملا تھا اور اسی کے مطابق سیکرٹ سروس کے ممبروں نے ایک مجوزہ عمارت پر "ادارہ تحقیقات نفسی" کا بورڈ لگا دیا تھا۔

مختلف شعبوں کے منتظمین کی حیثیت سے وہ اس عمارت میں بیٹھنے لگے تھے۔ وہیں اوپری منزل پر ان کے لیے رہائشی فلیٹ بھی موجود تھے لیکن صفدر کو اس سے الگ رکھا گیا تھا۔ وہ جہاں پر تھا وہیں مقیم رہا۔ کبھی کبھی عمران ہی اسے ساتھ لے کر اس طرف آنکلتا...... آج بھی یہی ہوا تھا۔ عمارت کے سامنے سڑک کے پار دوسری عمارت تھی۔ شاید اس عمارت کی طرف وہ لوگ توجہ بھی نہ دیتے لیکن وہ لڑکی جو اس عمارت کی اوپری منزل پر رہتی تھی بڑی پرکشش تھی۔ وہ سبھی اس کی طرف متوجہ ہوگئے تھے۔ ٹھیک پانچ بجے شام کو وہ زینوں پر دکھائی دیتی کہیں باہر جاتی تھی لیکن واپسی کا علم کسی کو نہ ہوتا۔ جب سے وہ اس عمارت میں آئے تھے انہوں نے لڑکی کے معمول میں کوئی فرق نہیں دیکھا تھا۔ وہ کسی سفید فام نسل سے تعلق رکھتی تھی...... اس عمارت کے فلیٹوں میں کئی غیر ملکی گھرانے آباد تھے۔ جولیانا فنٹر واٹر نے اس لڑکی کی قومیت کا اندازہ لگایا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ اطالوی ہے لیکن عمران [illegible] تھا کہ ہر خوبصورت لڑکی بین الاقوامی حیثیت رکھتی ہے اس کو کسی ایک قوم کے لیے مخصوص کردینا [illegible] سائنٹیفک حرکت ہے پھر اس نے شاید اسے [illegible] کے سائنسی نکتہ نظر سے دیکھنا شروع کردیا تھا کیونکہ اس کے بعد اسے دیکھنے کے لیے اس کے ہاتھوں میں ہمیشہ دوربین ہوتی۔

اور پھر آج یہ واقعہ پیش آیا...... صفدر کی الجھن بڑھتی رہی اور وہ بالآخر ٹاپ کے [illegible] داخل ہوئے۔ صفدر گاڑی کو پارکنگ [illegible] لیتا چلا گیا۔

"گڈ......" عمران گاڑی سے اتر [illegible]

"اب تم دیکھو گے...... کہ پیر صاحب [illegible]

کراماتی تھا۔"

"عمران صاحب...... وہ مرگئی!" صفدر جھنجھلا کر بولا۔

"اب پھر کتنی دیر بعد یہی اطلاع دو گے!"

"مناسب یہی ہے کہ میں خاموش رہوں!" صفدر کے لہجے کی تلخی کچھ اور بڑھ گئی۔

"سمجھ دار بچہ وہی ہے جو ڈیڈی کی نظریں پہچان سکے!"

وہ ہال میں آئے اور عمران ایک خالی میز کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ صفدر نے اس میز پر ریزرویشن کارڈ پڑا دیکھا تھا لہٰذا بیٹھنے سے قبل اس نے کہا۔

"کیا اب یہاں ذلیل کرا دینے کا ارادہ ہے!"

"اگر تم کھلانے پلانے کو ذلیل کرانا سمجھتے ہو تو میں باز آیا۔" عمران کانوں پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔

"میں یہ عرض کر رہا تھا۔" صفدر نے ریزرویشن کارڈ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"اچھا...... اچھا...... میں سمجھا...... فکر نہ کرو بیٹھ جاؤ۔"

"اگر اٹھا دیے گئے تو؟"

"ہم تو غلطی سے بیٹھ رہے ہیں!" عمران بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔

"آخر آپ چاہتے کیا ہیں؟"

"غلطیاں کر کے۔" اوہ معاف کیجئے گا۔ کہنے میں ایک خاص قسم کی لذت محسوس کرتا ہوں...... آج تم بھی ٹرائی کرو۔"

"میں تو نہیں بیٹھوں گا۔"

"گریبان پکڑ کر اٹھا دوں گا۔"

اتنے میں ایک ویٹر تیز قدموں سے ان کی طرف آیا اور سلام کر کے کھڑا ہو گیا۔

"وعلیکم السلام......" کہہ کر عمران نے بڑے تپاک انداز میں اس سے مصافحہ کیا اور اس کے متعلقین کی خیریت دریافت کرنے کے بعد موسم کے احوال پر اتر آیا۔ صفدر کو اس دوران میں اطمینان ہو گیا تھا کہ وہ وہاں سے اٹھائے نہیں جائیں گے لہٰذا وہ بھی بیٹھ گیا۔ ویٹر سے گفتگو ختم کر کے عمران نے صفدر سے پوچھا۔

"کیا نہ کھاؤ گے اور کیا نہ پیو گے؟"

"میں صرف کافی پیوں گا۔"

"کیوں بھئی کافی کس بھاؤ بک رہی ہے!" عمران نے ویٹر کی طرف مڑ کر پوچھا۔ ویٹر دانت نکالتے ہوئے رخصت ہو گیا۔

"بخدا بعض اوقات آپ حد سے گزر جاتے ہیں۔ پہلے ہی بتا دیا ہوتا کہ میز خود آپ نے ریزرو کرائی تھی۔" صفدر بولا۔

"اتنی پرانی اطلاع آج کیوں کر دیتا۔ چھ ماہ سے صرف میرے لیے مخصوص ہے......"

"آپ مجھے یہاں کیوں لائے ہیں؟"

"ذلیل کرانے۔"

"کیا مطلب؟"

"کھلانے پلانے اس کے بعد بائیسکوپ بھی دکھاؤں گا۔"

"اچھی بات ہے۔ میں تن بہ تقدیر ہوں۔"

"جیتے رہو...... ایسی ہی اسپرٹ رکھنی چاہیے۔"

صفدر خاموش ہو گیا...... عجیب سی وحشت اس کے ذہن پر طاری تھی۔ بار بار اسے وہ لڑکی یاد آ رہی تھی لیکن گر کر بے ہوش ہو جانا اور چیز ہے، مر جانا اور چیز...... بعض اوقات لوگ محض دہشت کی وجہ سے بے ہوش ہو جاتے ہیں اور پھر وہ تو آخری نچلی سیڑھی سے گری تھی۔ صفدر نے اپنی پیشانی پر ہتھیلی رگڑتے ہوئے کن انکھیوں سے عمران کی طرف دیکھا وہ اس طرح مگن بیٹھا تھا جیسے یہاں کے ماحول میں بیوی

بچوں کے وجود کو بھلا دینا چاہتا ہو۔

"سنیے۔" صفدر نے اسے مخاطب کیا۔

"ضرور سنوں گا لیکن اس طرح بیویاں شوہروں کی مخاطب کیا کرتی ہیں۔"

"خدا کے لیے سنجیدہ ہو جائیے!"

"چلو...... کہو...... کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"ہم لوگوں کے علاوہ بھی آس پاس والوں نے آپ کو وہاں آم کی گٹھلی گراتے دیکھا ہوگا۔"

"تو پھر؟"

"آپ یقیناً زحمت میں پڑ جائیں گے اور تنویر بھی تو وہیں موجود تھا۔"

"ارے...... تنویر......!" عمران ہنس کر رہ گیا پھر بولا۔ "اس کی مثال تو اس فلمی گیت کی سی ہے۔

تمہی ہو محبوب میرے میں کیوں نہ تمہیں بور کروں۔"

"آپ جائیے۔" صفدر نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ وہ پھر جھنجلاہٹ میں مبتلا ہو گیا تھا لیکن اس جھنجلاہٹ کے باوجود بھی اس نے محسوس کیا کہ عمران کی توجہ اس کی طرف نہیں ہے۔

اتنے میں ویٹر کافی لایا لیکن عمران کی توجہ قریب والی میز سے نہ ہٹ سکی۔ وہ کوئی غیر ملکی آدمی تھا۔ مشرق بعید کے کسی ملک سے تعلق رکھتا تھا آنکھوں اور ناک کی مخصوص بناوٹ کی بنا پر جاپانی یا تھائی ہو سکتا تھا۔

صفدر کافی بنانے لگا پھر جب اس نے ایک پیالی اس کی طرف بڑھاتے ہوئے اسے مخاطب کیا تو وہ چونک کر اسے ایسے انداز میں دیکھنے لگا جیسے اس کی موجودگی کا علم ہی نہ رہا ہو۔

"کافی۔" صفدر اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"اس آدمی کا نام یوکاوا ہے۔" عمران نے کہا۔ "میں کافی پیش کر رہا ہوں۔ اسے جہنم میں جھونکیے۔"

"ہوں...... اچھا......!" عمران نے کافی کی پیالی اٹھا کر ایک چسکی لی۔ ویسے صفدر کو بھی اب اس آدمی کی طرف پوری طرح متوجہ ہونا پڑا تھا۔ بھلا عمران اس میں یونہی خواہ مخواہ کیوں دلچسپی لینے لگا۔ وہ آدمی اپنی میز پر تنہا تھا اور بار بار صدر دروازے کی طرف دیکھنے لگتا تھا۔

"یوکاوا......" صفدر نے دل ہی دل میں دہرایا اور کافی پینے لگا۔

"پچھلے سال میں نے گیارہ نومبر کو گیارہ اونٹ شکار کیے تھے۔" دفعتاً عمران نے اونچی آواز میں کہا۔ زبان انگریزی استعمال کی تھی! بظاہر مخاطب صفدر تھا لیکن صفدر اچھی طرح سمجھتا تھا کہ یہ بکواس کسی اور کے لیے تھی۔

صفدر نے یوکاوا کو چونکتے دیکھا...... پھر وہ عمران کی طرف اسی طرح متوجہ ہوا تھا جیسے وہ کوئی عجوبہ ہو...... حیرت سے اس کے ہونٹ کھل گئے تھے پھر اچانک وہ اپنی میز سے...... اٹھ کر ان کے پاس آ بیٹھا......

اب اس کے ہونٹوں پر لطیف سی مسکراہٹ تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ ان دونوں کے لیے گہرے جذبات رکھتا ہو۔

"یہ ملک بڑا خوبصورت ہے۔" اس نے کہا۔

عمران نے مسکرا کر سر کو جنبش دی...... پھر بولا نہیں صفدر نے ویٹر کو اشارے سے بلا کر اس ان بلائے مہمان کے لیے بھی کافی طلب کی۔

یوکاوا کے ہاتھ میں رول کیا ہوا ایک اشتہار تھا جسے اس نے میز پر رکھ دیا اور اپنی جیبیں ٹٹولنے لگا......

"اوہ شاید میرا پرس برساتی کی جیب میں رہ گیا جسے میں کلوک روم میں چھوڑ آیا ہوں......" اس نے

اور اٹھ گیا۔

صفدر نے کچھ کہنے کے لیے ہونٹ کھولے تھے بند کر لیے اور...... اور اسے تیزی سے صدر ازے کی طرف جاتے دیکھتا رہا تھا۔

عمران بے حس و حرکت بیٹھا رہا۔

''عجیب ہونق آدمی معلوم ہوتا ہے۔'' صفدر خر بولا۔

''لیکن اب وہ واپس نہیں آئے گا۔'' عمران ے سر کو مایوسانہ جنبش دی۔

''کیوں؟ آخر بات کیا ہے۔''

''کسی اور کے دھوکے میں اس میز پر آ بیٹھا تھا۔''

''آخر کیوں؟''

''گیارہ نومبر تھی اس کی وجہ...... گیارہ اونٹوں الی بات محض تفنن طبع کے لیے ہی کہی گئی تھی ویسے یہ اور ت ہے کہ تفنن طبع کے معنی بھی مجھے نہ معلوم ہوں۔'' مران نے کہا اور وہ رول کیا ہوا اخبار اٹھا لیا جسے وکاوا چھوڑ گیا تھا۔

ویٹر دوبارہ طلب کی ہوئی کافی لے آیا......

''اب میں اس کا کیا کروں!'' صفدر نے عمران گھورتے ہوئے کہا۔

''کس کا؟'' عمران نے اخبار سے نظر ہٹائے کہا اس نے اخبار میز پر پھیلا لیا تھا۔

''یہ کافی میں نے اسی کے لیے منگوائی تھی۔''

''اس لیے اس کے دام بھی خود ہی بھگتو گے۔''

صفدر کچھ نہ بولا۔

تھوڑی دیر بعد عمران بڑبڑایا...... ''غلطی ہو گئی!''

''کیا مطلب؟''

''پیغام تو موجود ہے لیکن پتہ نہیں کس کے لیے ہے!''

''پتہ نہیں آپ کہاں کی ہانک رہے ہیں۔''

''یہ دیکھو! اخبار میں جگہ جگہ بعض الفاظ کے نیچے لکیریں کھینچی گئی ہیں۔ اگر ان الفاظ کو بالترتیب یکجا کر دو تو یہ پیغام بنے گا کہ لڑکی زینوں سے گر کر بے ہوش ہو گئی اور اسپتال پہنچتے پہنچتے اس نے دم توڑ دیا۔

''خدا کی پناہ۔ تو ابھی تک اسی لڑکی کا چکر چل رہا ہے؟''

''اور دیکھو کب تک چلتا ہے!''

صفدر نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے عمران کو گھورتا رہا۔

''لیکن ایک بات ہے۔'' عمران کچھ دیر بعد بولا۔ ''جسے یہ پیغام دینا تھا اسے شاید وہ بھی نہیں جانتا تھا ورنہ میرے حوالے کیوں کر جاتا۔''

''سوچتے اور کڑھتے رہیے۔''

''ہائیں...... کیا مطلب؟'' عمران نے اسے بغور دیکھ کر جلدی جلدی پلکیں جھپکائیں......

''جی!''

''کیا تم آج کل بیگمات میں زیادہ اٹھ بیٹھ رہے ہو......!''

''میں نہیں سمجھا......''

''یہ کڑھنا وڑھنا بولنے لگے ہو!'' عمران سر ہلا کر بولا۔ شاید کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا لیکن صفدر نے محسوس کیا جیسے وہ پھر کسی طرف متوجہ ہو گیا ہو......

''لو بھئی شاید...... مسٹر یوکاوا کو اسی کا انتظار تھا۔''

اشارے کی سمت نظر اٹھی تو آنکھوں میں بجلی سی کوند گئی۔ بڑی خوبصورت لڑکی تھی...... کاؤنٹر کے قریب رک کر میزوں کا جائزہ لینے لگی تھی پھر کاؤنٹر کلرک سے کچھ پوچھا بھی تھا۔

''کیا خیال ہے!'' عمران بولا۔ ''مجھے تو یہ بھی جاپانی ہی لگ رہی ہے اگر کسی طرح اس کی ناک

چھٹی کر دی جائے۔"

"یہ مغربی یورپ کے کسی ملک کی معلوم ہوتی ہے۔" صفدر نے کہا۔

اب وہ لڑکی کاؤنٹر سے ٹیک لگائے کھڑی تھی اور اس کا رخ میزوں کی طرف تھا۔

عمران نے اخبار کے دو ورق الگ الگ رول کیے اور انہیں برابر سے میز پر کھڑے کرتے ہوئے بولا۔ "دیکھو...... اب اس گیارہ کا کمال وہ تیر کی طرح اس طرح آئے گی۔ کافی تیار رکھو اس کے لیے۔"

عمران کا یہ خیال بھی درست ثابت ہوا۔ وہ سچ مچ ان کی میز کی طرف بڑھتی دکھائی دی جیسے ہی وہ قریب پہنچی عمران نے اخبار کے اوراق کو پھر ایک ہی رول کی شکل دے کر میز پر ڈال دیا۔ اتنی دیر میں وہ کرسی کھینچ کر بیٹھ چکی تھی۔ کوئی کچھ نہ بولا۔ صفدر نے اس کے لیے کافی بنائی اور کچھ کہے بغیر اس کی طرف بڑھا دی جو خاموشی ہی سے قبول کر لی گئی۔ عمران نے صفدر کو خاموش رہنے کا اشارہ پہلے ہی کیا تھا۔

"میں بہت پریشان ہوں۔" لڑکی کافی کی پیالی ختم کر کے بولی۔ "تم دونوں میں سے وہ کون ہے؟"

صفدر تو خاموش ہی رہا البتہ عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

"تم ہو......!" لڑکی نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا اور عمران نے مغموم انداز میں سر کو اثباتی جنبش دی۔

"اوہ...... اگر یہ سچ ہے تو مجھے خوش ہونا چاہیے!" لڑکی بولی اور عمران نے احمقانہ انداز میں دانت نکال دیے۔

اس کے بعد لڑکی نے اخبار اٹھا لیا اور اب عمران اس کی طرف سے بالکل بے پروا نظر آ رہا تھا......

"تم نے مجھے بلایا ہے میں آ گئی۔" لڑکی نے کچھ دیر بعد کہا۔

"تم نے بہت اچھا کیا۔"

"کب سے تمہیں ڈھونڈ رہی تھی۔"

"مل گیا یا نہیں؟"

"تم پتہ نہیں کیسی باتیں کر رہے ہو۔ کہیں مجھ سے غلطی تو نہیں ہوئی؟"

"کیسی غلطی؟"

"تم نے کل مجھ سے فون پر کہا تھا کہ مجھ سے یہیں ملو گے اور تمہارے ہاتھ میں اخبار کے دو رول ہوں گے۔"

"ہاں کہا تو تھا۔"

"پھر اتنی بے مروتی سے کیوں پیش آ رہے ہو۔"

عمران کچھ نہ بولا۔

صفدر کا دماغ پھر چکرانے لگا تھا۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔

"تم نے مجھے لکھا تھا کہ تم بہت خوبصورت ہو لیکن اگر بڑھاپے میں کوئی ساتھ دے سکتا ہے تو وہ صرف میں ہوں۔"

"یقیناً میں نے لکھا تھا۔" عمران سر ہلا کر بولا۔

"تو پھر سرد مہری کا کیا مطلب؟"

"تمہارے بڑھاپے کا انتظار کر رہا ہوں!" عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔ صفدر نے ہنسی روکنے کے سلسلے میں دوسری طرف منہ پھیر لیا۔

"تمہاری بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔"

"کہاں قیام ہے تمہارا؟" عمران نے پوچھا۔

"ایڈیلفی...... میں...... روم نمبر بیاسی"

"اچھا تو میں وہیں چل کر تم سے گفتگو کروں گا۔"

وہ دونوں اٹھے تھے اور عمران نے صفدر سے کہا تھا۔ ''ایک ضروری کام ہے! امید ہے کہ تم مجھے معاف کر دو گے۔ کل شام پھر یہیں ملاقات ہوگی۔''

وہ دونوں چلے گئے۔ صفدر نے جلدی جلدی بل ادا کیا اور باہر نکل آیا۔ اس کی اپنی گاڑی پارکنگ شیڈ ہی میں موجود تھی۔ اس نے ان دونوں کو پھاٹک سے نکل کر ایک ٹیکسی رکواتے دیکھا۔ اسے ان کا تعاقب کرنا تھا...... کیوں کہ معذرت کرتے وقت عمران نے ایک مخصوص اشارہ کیا تھا۔

☆......☆......☆

ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھتے وقت عمران نے ٹھنڈی سانس لی تھی۔ لڑکی اس کے برابر بیٹھتے ہوئے بولی۔ ''میں پھر سوچ رہی ہوں کہ کہیں مجھے دھوکا تو نہیں ہوا......!''

''بعض لوگ زندگی بھر یہی سوچتے رہ جاتے ہیں۔''

ایڈلفی کے لیے ٹیکسی چل پڑی...... لڑکی نے خود ہی ڈرائیور کو ہدایت دی تھی۔

''یہ بھی ممکن ہے......!'' لڑکی کچھ دیر بعد بولی۔ ''میرے خطوط کسی اور کے ہاتھ لگے ہوں گے اور وہ اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہا ہو۔''

''ہاں پتہ ہے!''

''تم مجھے الجھن میں نہ ڈالو!'' وہ جھنجلا کر بولی۔ ''تمہارا رویہ غیر فطری ہے۔''

''کچھ اور وضاحت کرو۔''

''تمہارے انداز میں گرم جوشی نہیں۔''

''ٹھنڈے دماغ کا آدمی ہوں۔''

''اگر اس قدر ٹھنڈے ہو تو میں خود کو احمق سمجھنے پر مجبور ہوں۔''

''جو لوگ خود کو احمق سمجھتے ہیں۔ دنیا کے برگزیدہ ترین لوگ ہیں۔ سیدھے جنت میں جائیں گے۔''

''میں پوچھتی ہوں تم نے ایسے خطوط کیوں لکھے تھے؟''

''خطوط لکھنا تو میری ہابی ہے۔ کچھ نہیں تو ریڈیو ہی والوں کو بور کرتا رہتا ہوں کہ فلاں گانا ایک بار پھر سنوا دیجئے میں اور میری دادی جان مشتاق ہیں۔''

''جمال تم کیسی باتیں کر رہے ہو!''

''جمال الدین صدیقی کہو...... پورے نام کے بغیر میں متوجہ نہیں ہوتا۔''

''میرے خدا میں کیا کرنے جا رہی ہوں۔''

''اگر جواب مل سکے تو ضرور پوچھو خدا سے۔''

''اچھا بتاؤ میں کون ہوں؟'' لڑکی نے احمقانہ انداز میں پوچھا۔ عمران اس کے سوال کا جواب دینے کے بجائے بول پڑا۔ ''ہم ایڈلفی پہنچ گئے!''

ٹیکسی ایڈلفی کے کمپاؤنڈ میں پہنچ کر رک گئی لیکن لڑکی بے حس و حرکت...... بیٹھی رہی......

''کیا اترنے کا ارادہ نہیں ہے؟'' عمران نے پوچھا۔

''اوں...... ہاں!'' وہ چونک پڑی چند لمحے عمران کو دیکھتی رہی پھر بولی...... اچھی بات ہے اگر تم وہ نہیں ہو تو کم از کم مجھے اس کے سلسلے میں کوئی معقول مشورہ دے ہی سکو گے۔ یہاں میں اجنبی ہوں۔ تم پہلے مقامی آدمی ہو جس سے اتنی دیر گفتگو رہی ہو۔''

''مشوروں کا ماہر ہوں...... فکر نہ کرو۔''

ڈرائیور ان کے لیے دروازہ کھولے کھڑا تھا۔ لڑکی اتر گئی اور دوسری طرف سے عمران خود ہی دروازہ کھول کر نیچے اترا پھر وہ کمرہ نمبر بیاسی کے سامنے ہی رکے تھے! لڑکی نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا اور پہلے خود اندر داخل ہوئی۔ کمرہ خالی تھا۔ عمران نے اس کی تقلید کی۔

''بیٹھ جاؤ......!'' لڑکی نے کرسی کی طرف

اشارہ کیا۔

''تم بہت خوبصورت ہو!'' عمران نے بیٹھنے سے پہلے احمقانہ انداز میں کہا۔ لڑکی کچھ نہ بولی۔ دفعتاً بائیں جانب کا دروازہ کھلا اور یوکاوا ہاتھ میں ریوالور لیے ہوئے دکھائی دیا۔ ریوالور کا رخ عمران کی ہی طرف تھا۔

''اس معاملے میں کوئی مشورہ دینے سے پہلے مجھے ڈکشنری کنسلٹ کرنی پڑے گی۔'' عمران نے لڑکی سے کہا۔

لڑکی خاموش رہی۔

''تم کون ہو؟'' یوکاوا' عمران کو خونخوار نظروں سے دیکھتا ہوا پھنکارا۔

''ان سے پوچھو!'' عمران نے لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔

''بکواس نہیں! یہ ریوالور بے آواز ہے۔''

''اچھا۔'' عمران کا لہجہ حیرت اور مسرت سے لبریز تھا۔ میں نے آج تک ایسا ریوالور نہیں دیکھا تھا......!''

''وقت نہ ضائع کرو۔ میری بات کا جواب دو۔''

''میں؟ میں ہوں۔''

''کیا مجھے تشدد پر آمادہ ہونا پڑے گا۔''

''بھائی۔ یہ خود ہی مجھے یہاں لائی ہیں۔ ورنہ میں تو بالکل بے ضرر آدمی ہوں۔''

''تم نے کلب میں گیارہ نومبر کا حوالہ کیوں دیا تھا؟''

''گیارہ نومبر؟ کیا مطلب کیسا حوالہ...... اوہ...... میرے خدا تم ہی تھے شاید کچھ دیر کے لیے میری میز پر آئے تھے اور پھر اٹھ گئے تھے۔ میں سوچتا ہی رہ گیا تھا۔''

''تم نے گیارہ نومبر کے متعلق کوئی بات کہی تھی؟''

''مجھے تو یاد نہیں۔''

''میں سچ کہتا ہوں گولی مار دوں گا!''

''سنو میری بات...... میری جیب میں صرف سوا چار روپے ہیں۔ تم یونہی لے لو۔ خواہ مخواہ بات بڑھانے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر پہلے سے معلوم ہوتا کہ کسی اتنی خوبصورت لڑکی سے سابقہ پڑنے والا ہے تو آج ہی ساری رقومات بینکوں سے نکلوا لیتا!''

''تم یوں نہ مانو گے...... لڑکی!''

''یس باس!'' لڑکی بولی۔

''دروازہ مقفل کر دو!''

''اچھا باس!''

لڑکی نے آگے بڑھ کر دروازہ مقفل کرنے کی کوشش کی پھر مڑ کر مایوسانہ لہجے میں بولی۔ ''کنجی گھومتی ہی نہیں' شاید باہر سے کنجی لگی ہوئی ہے۔''

''پروا نہیں!'' یوکاوا گردن جھٹک کر بولا۔ ''تم غسل خانے میں چلی جاؤ۔ میں دیکھتا ہوں۔''

''غسل خانے میں کیوں باس؟ کیا میں ڈرتی ہوں...... میں بھی دیکھوں گی۔''

''ارے تو کیا تم ہاتھا پائی کرو گے؟'' عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہاں میں تمہیں مار دوں گا۔''

''آخر کیوں؟''

''تاکہ تم سچی بات اگل دو۔''

''کیسی سچی بات! میں تو بڑی مصیبت میں پھنس گیا ہوں! بزرگوں نے ٹھیک ہی نصیحت کی تھی کہ کسی لڑکی کو اس کے گھر تک ہرگز نہ پہنچاؤ!''

''زبان بند رکھو! اب آواز نکلی تو گلا گھونٹ دوں گا!'' یوکاوا نے ریوالور جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ اب وہ آہستہ آہستہ عمران کی طرف بڑھ رہا تھا۔

پھر اچانک اس نے عمران پر چھلانگ لگائی اور دھم سے منہ کے بل فرش پر جا رہا کیوں کہ عمران

بڑی پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا تھا......

پھر وہاں سے جست لگائی تو لڑکی کے قریب پہنچا اور ڈرے ڈرے انداز میں اس کے پیچھے چھپنے کی کوشش کرنے لگا...... ''ب...... بچاؤ...... مجھے......!'' وہ اس سے کہہ رہا تھا...... اس نے اس کے شانے بھی پکڑ لیے تھے اور پھر تو اسے ڈھال بنا کر رکھ دیا۔ یوکاوا اس پر دوبارہ حملہ کرنے کی گھات میں تھا اور عمران لڑکی سمیت پینترے بدل رہا تھا۔ لڑکی نے بہت کوشش کی تھی کہ اس کی ڈھال نہ بنے لیکن اس کے شانے عمران کی گرفت سے نہیں نکل سکے تھے......

''دیکھو۔ مسٹر...... اگر اب تم نے حملہ کیا تو میں اس لڑکی کی ریڑھ کی ہڈی توڑ دوں گا......!'' عمران نے یوکاوا کو وارننگ دی۔

ٹھیک اسی وقت کسی نے دروازے پر دستک دی اور یوکاوا اس طرف متوجہ ہو گیا پھر وہ بڑی پھرتی سے ریوالور دوبارہ نکالتا ہوا ایسی جگہ پہنچ گیا کہ اگر دروازہ کھلتا تو وہ اس کی اوٹ میں ہوتا۔ وہیں سے اس نے لڑکی کو اشارہ کیا اور وہ اونچی آواز میں بولی۔

''آجاؤ۔''

عمران نے اب بھی اس کے شانے نہیں چھوڑے تھے۔

''یہ کیا کر رہے ہو...... پتہ نہیں کون ہو!'' اس نے عمران سے کہا۔

''زیادہ سے زیادہ جیل چلا جاؤں گا...... اور کیا۔''

دروازہ کھلا سامنے صفدر کھڑا تھا۔ اس کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

عمران اسے آنکھ مار کر چڑایا اور بولا۔ ''آجاؤ...... آجاؤ بھلا تمہیں چین کہاں...... اس لڑکی کے ساتھ آیا تھا...... بھلا تم کیوں نہ تعاقب کرتے چلے آؤ یہاں کچھ غلط فہمی ہوگئی ہے!''

جیسے ہی صفدر نے کمرے میں قدم رکھا دروازہ بند ہو گیا۔ اس نے داخل ہوتے ہی محسوس کیا تھا کہ حالات غیر معمولی ہیں لیکن جتنی دیر میں وہ سنبھلتا یوکاوا ریوالور تانے ہوئے سامنے آچکا تھا......

عمران نے قہقہہ لگایا اور چڑھانے والے انداز میں صفدر سے بولا۔ ''پھنس گئے نا آخراب کی بار کتنی بار منع کیا ہے کہ میری ٹوہ میں نہ رہا کرو لیکن بھلا تمہیں چین کہاں۔ کوئی لڑکی دیکھی میرے ساتھ اور پیچھے لگ گئے۔''

صفدر احمقانہ انداز میں کبھی یوکاوا کی طرف دیکھتا اور کبھی عمران کی طرف! عمران نے اب لڑکی کے شانے چھوڑ کر دونوں ہاتھوں سے گردن پکڑ لی تھی۔ لڑکی کے چہرے پر خوف کے آثار نظر آنے لگے تھے۔

''سنو مسٹر......'' عمران نے یوکاوا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ تم میرے دوست کو گولی مار دو اور میں اس لڑکی کا گلا گھونٹے ڈالتا ہوں۔''

''میں تم دونوں ہی کو گولی مار دوں گا...... ورنہ لڑکی کا گلا۔ چھوڑ دو!'' یوکاوا غرایا۔

''دیکھو!'' صفدر بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ ''یہ لڑکی خود ہی میرے دوست کو اپنے ساتھ لائی ہے۔''

''اب کیا ہو سکتا ہے!'' عمران چہکارا۔ ''یہ ہم دونوں کو زندہ نہیں چھوڑے گا...... اور میں لڑکی کا گلا نہیں چھوڑوں گا۔''

''تم اگر انسانیت سے پیش آؤ تو معاملات رفع دفع ہو سکتے ہیں!'' صفدر نے یوکاوا سے کہا۔ ''میرے دوست کی ذہنی حالت ٹھیک نہیں ہے! تم کسی عدالت میں بھی اس کے خلاف چارہ جوئی کر کے کچھ حاصل نہیں کر سکو گے!''

''کیسے معاملات؟''

“جو کچھ بھی ہوں!”

“تم نہیں جانتے!”

“میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتا کہ میرا دوست ذہنی فتور میں مبتلا ہے۔”

“اچھی بات ہے!” عمران بگڑ کر بولا۔ اس کے بعد میں تمہارا گلا گھونٹ دوں گا۔ تم مجھے پاگل کہہ رہے ہو!”

“ریوالور جیب میں رکھ لو!” صفدر نے یوکاوا کو پھر مشورہ دیا۔ “اور لڑکی سے پوچھو کہ وہ اس کو یہاں کیوں لائی تھی...... اوہ میرے خدا...... تم تو وہی ہو...... تم بھی تو کچھ دیر ہماری میز پر بیٹھے تھے...... آخر یہ سب کیا ہے!”

“میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ تمہارے دوست نے گیارہ نومبر کا حوالہ کیوں دیا تھا!”

“اوہ۔ یہ تو ایسی اوٹ پٹانگ باتیں کرتے ہی رہتے ہیں۔” صفدر نے مسکرا کر کہا۔ “میں یہی تو بتا رہا تھا کہ ذہنی فتور میں...... مبتلا ہیں!”

“شٹ اپ!” عمران دھاڑا۔ “تم کیوں میرے پیچھے رہتے ہو۔ اچھا ہے تمہیں گولی ماردی جائے۔ یہ ریوالور نہیں ریوالور کا بھوت ہے! بے آواز...... خاموشی سے مر جاؤ گے!”

“سن رہے ہو!” صفدر نے یوکاوا سے کہا۔ “کیا یہ کسی صحیح الدماغ آدمی کی گفتگو ہو سکتی ہے!”

دفعتاً لڑکی کے حلق سے گھٹی گھٹی آوازیں نکلنے لگیں اور صفدر چیخا۔

“وہ پاگل ہے اسے مار ڈالے گا۔”

یوکاوا گڑبڑا گیا اور ٹھیک اسی وقت صفدر نے اس کے ریوالور والے ہاتھ پر ہاتھ ڈال دیا۔ ریوالور دور جا پڑا لیکن ساتھ ہی صفدر بھی کئی فٹ اوپر اچھل کر نیچے گرا۔ یوکاوا نے جوڈو کا ایک داؤ استعمال کیا تھا پھر وہ بڑی پھرتی سے عمران کی طرف جھپٹا عمران نے پہلے ہی لڑکی کو چھوڑ دیا تھا۔

دونوں لپٹ پڑے۔ اس پر بھی یوکاوا نے بڑی پھرتی سے جوڈو کا ایک داؤ آزمانا چاہا...... لیکن ناکام رہا کیوں کہ عمران نے بھی بجلی کی طرح اس کا توڑ کر لیا تھا۔ ساتھ ہی اسے ڈھب پر لا کر دھوبی پاٹ مارا اور پھر جیسے ہی وہ گرا عمران نے اپنا دایاں گھٹنا اس کی گردن پر رکھ دیا۔

“نہیں......!” یوکاوا پھنسی پھنسی سی آواز میں بولا۔ “مم...... مجھے چھوڑ دو...... میں تمہیں ہزاروں روپے دوں گا!”

صفدر نے اتنی دیر میں ریوالور پر قبضہ کر کے لڑکی کو اسی جگہ کھڑا رہنے پر مجبور کر دیا تھا۔

پھر عمران نے یوکاوا کے بال مٹھی میں جکڑ کر اسے سیدھا کھڑا کر دیا اس کے بعد جو دھکا دیا ہے تو وہ دیوار سے جا ٹکرایا۔

“اور اب تمہارے بولنے کی باری ہے!” عمران اپنے ہاتھ جھاڑتا ہوا بولا۔

یوکاوا دیوار سے لگا کھڑا ہانپ رہا تھا۔

“شروع ہو جاؤ۔ میرے پاس وقت نہیں ہے۔” عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

“میں...... یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ تم کون ہو!”

“آخر میں ہی کیوں۔ اس شہر میں تقریباً تیس لاکھ آدمی رہتے ہیں!”

“تم اس لڑکی کا تعاقب کیوں کرتے تھے!”

“کس لڑکی کا؟”

“وہ جو زینوں سے گر کر مر گئی!”

“ہائیں...... وہ لڑکی جو زینوں سے گری تھی کیا مر گئی؟”

“ہاں مر گئی!”

“بڑا افسوس ہوا۔ وہ مجھے اچھی لگتی تھی۔ اس لیے تعاقب کرتا تھا لیکن تم یہ بتاؤ...... کہ اخبار میں

خطوط کشیدہ الفاظ والا پیغام کس کے لیے تھا۔’’

‘‘کسی کے لیے بھی نہیں! میں تو صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ تمہاری حیثیت کیا ہے پھر یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ پیغام غلطی سے تمہارے ہاتھوں میں پہنچ گیا۔ یہ لڑکی تم سے اخبار حاصل کرنے جاتی ہے! مقصد صرف یہ تھا کہ تمہیں گھیر کر یہاں تک لایا جائے!’’

‘‘سو میں آ گیا!’’

‘‘تم کون ہو؟’’

‘‘یہ اب تم اپنے بارے میں بتاؤ گے!’’

‘‘میں اسے چاہتا تھا...... کبھی وہ میری سیکرٹری تھی۔ مجھے چھوڑ کر یہاں چلی آئی...... اور میں اس کا تعاقب کرتا رہا...... چھپ چھپ کر دیکھتا رہا کہ آخر اس میں یہ اچانک تبدیلی کیوں آئی! اس نے مجھے کیوں چھوڑ دیا!’’

‘‘گیارہ نومبر پر کیوں بھڑکے تھے؟’’

‘‘یہ میں نہیں بتاؤں گا۔ یہ ایک مقدس راز ہے...... اس نے مجھ سے بے وفائی کی تھی...... لیکن میں تو ان یادوں کو اپنے سینے سے لگائے رہوں گا۔’’

‘‘اور آپ کی تعریف؟’’ عمران نے لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔

‘‘یہ...... یہ بھی...... میری سیکرٹری ہے!’’

‘‘چلو معاف کیا!’’ عمران سر ہلا کر بولا۔

‘‘کچھ دیر خاموشی رہی...... پھر یوکاوا بولا۔

‘‘ہمیں دوستانہ فضا میں بات کرنی چاہیے!’’

‘‘اب کیا بات کریں!’’

‘‘میں سمجھا تھا کہ اسی نے تمہیں گیارہ نومبر کے بارے میں کچھ بتایا ہے!’’

‘‘تمہارے بیان کے مطابق وہ مرگئی ورنہ اسی سے پوچھتا میں تو اسے دور ہی سے دیکھتا رہا تھا کبھی گفتگو کرنے کا اتفاق نہیں ہوا!’’

‘‘وہ بہت اچھی تھی...... یک بیک اسے نہ جانے کیا ہو گیا تھا!’’

‘‘اب اسے سنبھالنا کہیں اسے بھی کچھ نہ ہو جائے!’’ عمران نے لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔

‘‘یہ صرف سیکرٹری ہے!’’ یوکاوا نے ٹھنڈی سانس لی۔

‘‘اچھا تو اب ہم لوگ چلیں!’’ عمران نے یوکاوا سے ایسے انداز میں کہا جیسے کچھ دیر پہلے اس کے ساتھ چائے نوشی کا لطف لیتا رہا ہو۔

‘‘ٹھہرو......!’’ لڑکی ہاتھ اٹھا کر بولی۔ ‘‘میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔’’

‘‘کیا مطلب؟’’ عمران نے دیدے نچائے۔

‘‘تم بہت دلیر آدمی ہو!’’

‘‘لڑکی۔’’ یوکاوا کے لہجے میں درد تھا۔

لیکن اس نے اس کی طرف دیکھا تک نہیں۔

عمران نے صفدر کے ہاتھ سے ریوالور لے کر یوکاوا کو واپس کر دیا۔ صفدر نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا...... کہ عمران نے اپنی بائیں آنکھ دبائی اور وہ خاموش رہ گیا۔

‘‘میں تمہارے ساتھ چلوں گی...... یہ مذاق نہیں!’’ لڑکی نے پھر کہا۔

عمران نے صفدر کا ہاتھ پکڑا اور دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

‘‘کیا چکر تھا...... آپ آخر کیا کرتے پھر رہے ہیں؟’’ صفدر نے راہداری میں پہنچ کر کہا۔

‘‘خاموشی سے چلتے رہو!’’ عمران آہستہ سے بولا۔

انہوں نے زینہ طے کیا اور عمارت سے باہر آگئے۔ صفدر کی گاڑی سامنے ہی موجود تھی۔

‘‘ارے وہ آ رہی ہے!’’ صفدر اگلی سیٹ کا دروازہ کھولتا ہوا بولا۔

‘‘فکر نہ کرو!’’ عمران نے کہا اور اپنے لیے

دروازہ کھولنے میں اتنی دیر لگائی کہ لڑکی بھی پہنچ سکے۔

اس نے کچھ کہے بغیر پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا تھا اور اندر بیٹھ گئی تھی۔

”بڑے ڈھیٹ لوگ ہیں!“ عمران نے اردو میں کہا۔

صفدر نے انجن اسٹارٹ کیا اور گاڑی چل پڑی۔

”تمہیں اس پر حیرت ہوگی!“ لڑکی نے عمران کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

”اب مجھے کسی بات پر حیرت نہیں ہوتی......“ عمران نے جواب دیا۔ ”مجھے صرف اپنی پیدائش کے موقع پر حیرت ہوئی تھی...... اس کے بعد سے آج تک کوئی ایسا واقعہ نظر سے نہیں گزرا جس پر حیرت ہوتی۔“

”تو پھر تم مجھے دھوکے باز سمجھ رہے ہوگے!“

”ارے میں کسی کو کچھ نہیں سمجھتا!“

”وہ تمہیں پسند تھی؟“

”کون......؟“

”روزی......!“

”کون...... روزی!“

”وہی جس کا تم تعاقب کرتے رہے تھے۔“

”کیا وہ سچ مچ مرگئی......؟“

”ہاں...... یوکا والے نے یہی بتایا تھا مجھے۔ تم بتاؤ کیا وہ تمہیں پسند تھی؟“

”پسند وسند خاک نہیں تھی...... مجھے آج تک کوئی لڑکی پسند ہی نہیں آئی میں تو بس یہ دیکھنے کے لیے ہر لڑکی کا پیچھا کرتا ہوں کہ شاید اس میں کوئی خاص بات ہو لیکن آج تک تو ایسی کوئی ملی نہیں۔“

”کیا خاص بات دیکھنا چاہتے ہو؟“

”یہ نہیں بتاؤں گا۔ ورنہ لڑکیاں ایکٹنگ کرتی پھریں گی۔“

”اوہو، تو کیا تم اتنی ہی اہمیت رکھتے ہو کہ لڑکیاں تمہیں رجھانے کے لیے ایکٹنگ کرتی پھریں۔“

”سوال یہ ہے کہ تم کیوں میرے پیچھے دوڑی آئی ہو؟“

”پتہ نہیں تم کیسے آدمی ہو!“

”اب کچھ نہ کہوں گا چاہے سر پر ہی کیوں نہ سوار ہو جاؤ۔“

کچھ دیر پھر خاموشی رہی...... دفعتاً صفدر نے پوچھا۔ ”اب آپ کہاں جائیں گے۔“

”بس اب تم مجھے لے چل کر سمندر میں پھینک دو۔ دیکھتا ہوں یہ کیسے میرے پیچھے آتی ہے!“ عمران نے اردو کا جواب انگریزی میں دیا اور وہ تڑسے بول اٹھی...... ”چھلانگ لگادوں گی سمندر میں...... یقین نہ آئے تو آزما کر دیکھ لو!“

”اچھا...... اچھا...... دیکھوں گا......!“

صفدر نے تھوڑی دیر بعد پھر پوچھا کہ وہ کہاں جانا چاہتا ہے۔

”اپنے گھر کے علاوہ اور ہر جگہ جانے کو تیار ہوں...... خیر جہاں کہوں مجھے اتار کر اپنی راہ لینا۔“

ماڈل ٹاؤن کی ایک سڑک پر اس نے صفدر سے گاڑی روکنے کو کہا۔

لڑکی اس وقت تک نہیں اتری تھی جب تک عمران نہیں اترا تھا۔

صفدر انہیں وہیں چھوڑ کر رفو چکر ہوگیا۔

”کیا ہم یہیں کھڑے رہیں گے!“ کچھ دیر بعد لڑکی نے کہا۔

”یہی سوچ رہا تھا کہ کس درخت پر بسیرا کریں۔“

”کیا مطلب؟“

”میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ تمہیں کہاں لے

جاؤں؟''

''گھر نہیں ہے؟''

''ہے تو لیکن وہاں تل رکھنے کی بھی جگہ نہیں! دو یویاں اور گیارہ بچے ہیں۔''

''دو بیویاں؟''

''ہاں اب صرف دو ہی رہ گئی ہیں!''

''کیا پہلے اور بھی تھیں؟''

''پوری ستائیس! نواب زادہ ہوں!''

''میں تو کسی ایسے آدمی کو ہرگز نہیں چاہ سکتی۔ ی غلطی ہوئی مجھ سے!''

''جس طرح تمہیں میری دلیری پسند آئی ہے ی طرح دوسری عورتوں کو بھی میری کوئی نہ کوئی بات ندھی اور اب تو صرف دو ہی رہ گئی ہیں۔ وہ کہتی ہیں ک تم بالکل چغد ہو اس لیے ہم کسی قیمت پر بھی ہیں نہیں چھوڑ سکتے۔''

''میں اب یوکاوا کے پاس بھی نہیں جا سکتی!'' ی نے پر تشویش لہجے میں کہا۔ ''یہاں اور کسی کو ں جانتی۔''

''اگر یہ بات ہے تو آؤ میرے ساتھ میں تمہیں وں گا۔''

''ں...... لیکن تم تو...... دو بیویاں رکھتے ہو!''

''ارے تو کیا ہوا...... انہیں گردن میں لٹکائے ں پھرتا۔''

''نہیں!'' وہ ہنس پڑی۔ ''تم شادی شدہ نہیں ہوتے۔''

عمران کچھ نہ بولا...... وہ ایک سمت چل پڑا تھا۔ ایک عمارت کے سامنے رکا۔

''یہ عمارت خالی معلوم ہوتی ہے!'' اس نے ستہ سے لڑکی کو مخاطب کیا...... ''کوئی کھڑکی ں ہے۔''

''تو پھر؟''

''آؤ......!'' وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر دروازے کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔ دروازہ مقفل تھا......! عمران لڑکی کی طرف دیکھ کر ہنستا ہوا بولا۔

''دیکھا۔ میں نہ کہتا تھا......!''

''تم کیا کہہ رہے ہو...... میں نہیں سمجھ سکی!''

''بس قفل توڑ کر اندر...... جب تک جی چاہے گا قیام کریں گے۔''

''اب معلوم ہوا کہ دلیر ہی نہیں ڈاکو بھی ہو...... کہیں کسی مصیبت میں نہ پھنسا دینا!''

''کیا تم نے دیکھا نہیں کہ مصیبتوں میں پڑ کر کتنی صفائی سے نکل آتا ہوں!''

وہ خاموش رہی۔ عمران اس کی طرف پشت کر کے قفل پر جھک پڑا اور لڑکی اس وقت آگے بڑھی تھی جب دروازہ کھلا تھا۔ ''کیا سچ مچ تم کسی دوسرے کے مکان میں داخل ہو رہے ہو۔'' اس نے مضطربانہ انداز میں پوچھا۔

''یہاں سب کچھ اپنا ہے! میں نواب زادہ ہوں۔''

☆......☆......☆

صفدر سونے کی تیاری کر ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی اس نے ریسیور اٹھالیا۔ دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔ ''یہ خبر صحیح تھی کہ وہ لڑکی مرگئی۔''

''لیکن مری کیسے۔ موت کا سبب؟'' صفدر نے پوچھا۔

''دل پھٹ گیا۔ فوری طور پر لاش کا پوسٹ مارٹم ہوا تھا!''

''بہت زیادہ بلندی سے تو نہیں گری تھی؟''

''یہ بتاؤ کہ عمران تمہیں کہاں لے گیا تھا؟''

جواب میں صفدر نے پوری کہانی سنادی۔

''تم نے انہیں کہاں چھوڑا تھا؟'' دوسری طرف

سے پوچھا گیا۔

''موڈل ٹاؤن کی ایک سڑک پر!''

دوسری طرف سے فوراً ہی کچھ نہ کہا گیا۔ تھوڑی دیر بعد آواز آئی۔ ''کیا تم اس سڑک کی نشان دہی کر سکو گے؟''

''مجھے افسوس ہے۔''

''کیا مطلب؟''

''اس سلسلے میں مزید گفتگو نہیں کر سکتا!'' صفدر نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

اس نے عمران کو ٹھوکر کھاتے تو دیکھا تھا لیکن پچھتاتے کبھی نہیں دیکھا تھا لہٰذا اسے کیا پڑی تھی کہ خواہ مخواہ اپنی تشویش میں دوسروں کو بھی شریک کرتا۔ اسے یقیناً عمران کے بارے میں تشویش تھی لیکن اتنی زیادہ بھی نہیں کہ وہ جولیا کو اس جگہ کا صحیح پتہ بتا دیتا جہاں ان دونوں کو اتارا تھا۔

ہو سکتا تھا کہ وہ عمران کی اپنی کوئی نجی دلچسپی رہی ہو لیکن اس لڑکی کی موت......! کیا آم کی وہ گٹھلی ہی اس کا سبب بنی تھی؟

وہ بستر پر لیٹا سوچتا رہا۔ نیند کا دور دور تک پتہ نہیں تھا خیالات کا ایک لامتناہی سلسلہ ذہن کو پراگندہ کرتا رہا۔

دفعتاً پھر فون کی گھنٹی بجی اور اس نے لیٹے ہی لیٹے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔

''ہیلو......!''

''ایکس ٹو!'' دوسری طرف سے آواز آئی۔

''یس سر!''

''معلوم کرو کہ یوکاوا اب بھی ایڈلفی ہی میں مقیم ہے یا کمرہ چھوڑ دیا۔''

''بہت بہتر جناب!'' صفدر نے طویل سانس لی۔

''میں ایک گھنٹے کے بعد دوبارہ رنگ کروں گا!''

''بہت بہتر جناب۔''

دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر اس نے بھی ریسیور رکھ دیا۔ ''تو یہ عمران کی نجی دلچسپی نہیں تھی......!'' وہ بڑبڑایا اور تیزی سے لباس تبدیل کرنے لگا۔

بیس منٹ کے اندر ہی اندر وہ ایڈلفی پہنچ گیا تھا۔ اس نے نہ صرف کاؤنٹر پر کمرہ نمبر بیاسی کے متعلق معلومات حاصل کیں بلکہ کمرے کی طرف بھی گیا۔ کمرہ مقفل ملا پھر وہ ایک گھنٹہ پورا ہونے سے قبل ہی گھر واپس آ گیا۔ ایکسٹو کو رپورٹ دینی تھی۔ فون کی گھنٹی وقت کے تعین کے مطابق ہی بجی......اس نے ریسیور اٹھا لیا۔

''کیا رہا؟'' دوسری طرف سے ایکسٹو کی آواز آئی۔

''کمرہ الزبتھ ڈاؤلر کے نام پر ہے۔ اس کے ساتھ کوئی مرد نہیں رہتا۔ البتہ اکثر لوگ اس سے ملنے کے لیے آتے رہتے ہیں۔ یوکاوا نام کے کسی آدمی سے وہاں کا کوئی ملازم واقف نہیں ہے۔ اس کے ملنے جلنے والوں میں کسی جاپانی کا سراغ نہیں ملتا۔''

''اچھی بات ہے۔ اب آرام کرو۔ عمران کے بارے میں کچھ بتانے کی ضرورت نہیں!''

''کیا آپ کو سارے حالات کا علم ہو چکا ہے جناب!''

''ہاں میں جانتا ہوں۔''

''وہ......اس لڑکی......کی موت!''

''غیر ضروری باتیں نہیں!'' [illegible] جواب ملا......اور ساتھ ہی سلسلہ بھی منقطع کر دیا۔

''مجھے کیا؟'' صفدر برا سا منہ بنا کر [illegible] ریسیور رکھ دیا لیکن فوراً ہی گھنٹی پھر بجی۔

''ہیلو......!'' کہتے ہی جولیا کی آواز [illegible]

''اس فلیٹ کی تلاشی لی جا رہی ہے جس میں [illegible] لڑکی۔ رہتی تھی!''

"تو پھر میں کیا کروں؟" صفدر جھلا کر بولا۔

"عمران دشواری میں پڑ جائے گا۔"

"صرف اسی صورت میں جب تم میں سے کوئی پولیس کی توجہ اس کی طرف مبذول کرانے کی کوشش کرے۔"

"تنویر کے علاوہ اور کوئی ایسی حرکت نہیں کر سکتا!"

"اس سے کہہ دو تمہیں ایکسٹو کی طرف سے ہدایت ملی ہے کہ تنویر کو آگاہ کر دیا جائے!"

"لیکن مجھے تو ایسی کوئی ہدایت نہیں ملی۔"

"تو پھر براہ راست تنویر ہی کو مل چکی ہوگی۔ بہر حال میں نے تمہیں بتا دیا کہ وہ عمران کا ذاتی معاملہ نہیں ہے۔"

"اگر کسی اور نے اسے وہاں آم کی گٹھلی گراتے دیکھا ہو تو......"

"میرا خیال ہے کہ تم آرام کرو۔" صفدر نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا......

☆......☆......☆

وہ مسلسل کان چاٹے جا رہی تھی...... آخر کار عمران نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "اب بس کرو۔ پوری ستائیس عدد معلوم ہو رہی ہو۔"

"تم پتہ نہیں کیسے آدمی ہو! مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ تم غیر قانونی طور پر اس مکان میں داخل ہوئے ہو۔ اگر مالک مکان واپس آ گیا تو کیا ہوگا!"

"دیکھا جائے گا۔ یہاں نواب زادوں کو کوئی کچھ نہیں کہتا۔ چاہے جو کچھ کرتے پھریں!"

"اوہ...... مجھے پھر روزی یاد آ گئی!" لڑکی نے چونک کر کہا۔ "کیا تم کبھی اس کے گھر بھی گئے تھے؟"

"گھر ہی تو نہیں معلوم تھا مجھے! ورنہ وہ اس طرح چپ چاپ نہ مر جاتی۔"

"تم تو کہتے ہو کہ اس کا تعاقب کرتے رہے تھے!"

"بہت چالاک تھی۔ اسے شاید معلوم تھا کہ میں اس کا تعاقب کرتا ہوں لہذا کہیں نہ کہیں ڈاج دے کر غائب ہو جاتی تھی...... اچھا تم یہی بتا دو کہ وہ کیسے مری۔"

"سیڑھیوں سے اتر رہی تھی۔ پیر پھسلا نیچے چلی آئی اور مر گئی! یوکاوا نے مجھے یہی بتایا تھا!"

"جاپانی مجھے اچھے نہیں لگتے!" عمران برا سا منہ بنا کر بولا۔ "پتہ نہیں تم یورپین لڑکیاں انہیں کیوں پسند کرتی ہو!"

"پسند کا سوال ہی نہیں! ملازمت جہاں بھی مل جائے۔"

"اچھا میں تمہیں کسی یورپین ہی کی ملازمت دلوا دوں گا۔"

"میں تمہارے ساتھ رہوں گی سمجھے!" وہ آنکھیں نکال کر بولی۔

"بقیہ پچیس کسی وقت بھی واپس آ سکتی ہیں۔"

"میں نہیں ڈرتی کسی سے مجھے اٹھائیسویں سمجھو!"

"تمہیں نیند کب آئے گی؟"

"کھانا کھائے بغیر نہیں سوتی۔ مجھے بھوک لگ رہی ہے۔"

"یہ تو بری سنائی...... اٹھائیسویں کی گنجائش نہیں بجٹ میں!"

"میرے پرس میں خاصی بڑی رقم موجود ہے!"

"اگر یہ بات ہے تو ایک سو اٹھائیس بھی بری نہیں!"

"چلو کہیں چلیں!"

"رات کے دس بج رہے ہیں! یہاں ٹیکسی بھی آسانی سے نہیں ملتی!"

"پیدل ہی چلیں گے۔"

''چلو۔'' عمران مردہ سی آواز میں بولا۔ ''تمہارا باس یوکاوا کہاں رہتا ہے؟''

''اسے جہنم میں جھونکو! اس کا تذکرہ اب مت کرنا۔''

''اچھا گیارہ نومبر ہی کا چکر سمجھا دو!''

''وہ۔ وہ شاید شادی کرنا چاہتا تھا۔ روزی نے اس کے لیے گیارہ نومبر طے کی تھی لیکن وہ ایک ہفتہ قبل اپنے وعدے سے پھر گئی۔ یہاں چلی آئی۔ یوکاوا بھی پیچھے پیچھے آیا لیکن اسے آج تک نہ معلوم ہو سکا کہ وہ اپنے وعدے سے کیوں منحرف ہو گئی تھی! تم نے شاید وہاں اسے کلب میں گیارہ نومبر کا حوالہ دیا تھا۔ بس وہ بھڑک اٹھا سمجھا کہ شاید تم ہی ان دونوں کے درمیان آ گئے تھے۔''

''غلط سمجھا تھا! اس نے تو کبھی مجھ سے بات بھی نہیں کی۔''

''اسے بھی جھونکو جہنم میں۔ مجھے بھوک لگ رہی ہے۔''

''کئی میل پیدل چلنا پڑے گا!'' عمران بولا۔

''پروا نہیں!''

ایک بار پھر وہ سڑک پر نکل آئے۔ دن بھر کی تپش کے بعد رات کسی قدر خوشگوار ہو گئی تھی۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی اور مطلع صاف تھا۔ وہ چلتے رہے۔ عمران خاموش تھا اور لڑکی بھی خلاف توقع زبان روکے ہوئے تھی۔ ایک جگہ انہیں بالآخر ایک خالی ٹیکسی مل ہی گئی۔

''یہ رات ساحل پر کیوں نہ گزاری جائے۔'' لڑکی نے کہا۔

''مجھے کوئی اعتراض نہیں!'' عمران سپاٹ لہجے میں بولا اور پھر وہ ساحلی تفریح گاہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

''ایڈلفی میں تمہارا سامان ہوگا؟'' عمران نے کچھ دیر بعد کہا۔

''میں نئے سرے سے زندگی شروع کرنا چاہتی ہوں۔ پیچھے مڑ کر نہیں دیکھنا چاہتی!''

''اگر سب اسی طرح نئے سرے سے زندگی شروع کرنے لگے تو ہوٹل والے کنگال ہو جائیں!''

''کیا مطلب؟''

''پیچھے مڑ کر نہیں دیکھیں گے تو ان کے واجبات کون ادا کرے گا؟''

''تم اس کی فکر نہ کرو۔''

''ایسی ہی عورت کی تلاش تھی مجھے، جو ہر طرف سے بے فکر کر دے۔''

''مگر تم......!''

''مگر میں؟'' عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

''تم پتہ نہیں کیسے آدمی ہو!''

''میں تو فرشتہ ہوں۔ آدمی کہہ کر میری توہین نہ کرو۔''

''واقعی تم فرشتہ ہی ہو!'' وہ جلے کٹے لہجے میں بولی۔

ساحل پر پہنچ کر وہ سی سائڈ ہیون کی طرف روانہ ہو گئے۔ یہاں شہر کے منچلے شب بیداری کیا کرتے...... انہوں نے بھی ایک میز سنبھال لی اور عمران ویٹر کو بلا کر آرڈر لکھوانے لگا۔ اتنے میں نہ جانے کدھر سے یوکاوا نازل ہو گیا اور کھڑے ہی کھڑے لڑکی سے غصیلے لہجے میں بولا۔ ''میں ایک بار پھر تمہیں سمجھانا چاہتا ہوں۔''

''آج جون کی اٹھارہ تاریخ ہے!'' لڑکی نے مضحکہ اڑانے والے انداز میں کہا۔ ''میں چاہتی ہوں کہ یہ تاریخ بھی تمہارے لیے یادگار دن بن جائے۔ آج ہی تو وہ بھی مری ہے۔''

''تشریف رکھیے جناب!'' عمران اٹھتا ہوا بڑے ادب سے بولا۔

''میں زندگی بھر تمہارا پیچھا نہیں چھوڑوں گا ورنہ

اسے سمجھاؤ!‘‘ یوکاوا نے اس کی بائیں جانب کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

’’میں سمجھاؤں۔‘‘ عمران نے حیرت سے پوچھا۔

’’ہاں ہاں تم۔‘‘

’’ارے انہوں نے تو خود مجھے سمجھا سمجھا کر ادھ مرا کر دیا...... اب مجھ میں رکھا ہی کیا ہے کہ تمہارا حکم بجا لاؤں!‘‘

’’نہیں مذاق میں اڑانے کی کوشش نہ کرو!‘‘

’’مسٹر میں سنجیدہ ہوں...... اور ڈرتا ہوں کہ کہیں اب مجھ پر رنجیدگی کا بھی دورہ نہ پڑ جائے۔‘‘

’’تم خاموش بیٹھو!‘‘ لزی نے اس طرح کہا جیسے کوئی ماں اپنے بے وقوف بچے کو بہت زیادہ بکواس کرنے سے روکتی ہے!

اور عمران نے بھی اسی طرح سختی سے ہونٹ بھینچ لیے جیسے بڑا سعادت مند ہو!

’’تم اب تک اسی کے لیے تو جیتے رہے ہو!‘‘ لزی نے یوکاوا سے کہا۔ ’’اب وہ مر گئی تو میرے لیے کیوں بے چین ہو!‘‘

’’اس کی بات اب نہ کرو!‘‘ یوکاوا بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

’’کچھ بھی ہو۔ میری واپسی ممکن نہیں!‘‘

’’میں بہت خطرناک ہو جاؤں گا لزی!‘‘ یوکاوا نے سخت لہجے میں کہا۔

’’تم نے جس آدمی کو شکست دی تھی پہلے میں اس کی سیکرٹری تھی۔ اس کی شکست کے بعد میں تمہارے پاس آ گئی تھی۔ اب تم نے اس سے شکست کھائی ہے لہٰذا مجھے اس کے پاس ہونا چاہیے۔‘‘

’’اگر یہی بات ہے تو میں مسٹر یوکاوا سے شکست کھانے کو تیار ہوں۔‘‘ عمران بول پڑا۔

’’میں نے کہا تھا کہ تم خاموش رہو۔‘‘ وہ اس کی طرف دیکھ کر غرائی۔

’’میں نے اس سے شکست نہیں کھائی!‘‘ یوکاوا آنکھیں نکال کر بولا۔ ’’جب مجھے محسوس ہوا کہ اس کے سلسلے میں مجھے غلط فہمی ہوئی تھی تو میں نے معاملہ رفع دفع کرنے کی کوشش کی۔ تم اسے شکست نہیں کہہ سکتیں۔‘‘

’’مسٹر یوکاوا! میری واپسی ناممکن ہے!‘‘

اتنے میں ویٹر طلب کی ہوئی چیزیں لا کر میز پر لگانے لگا۔

’’آپ کیا کھائیں گے مسٹر یوکاوا؟‘‘ عمران نے بڑے ادب سے پوچھا۔

’’کچھ نہیں! شکریہ!‘‘ وہ غرایا۔

’’مجھ سے کیوں خفا ہو گئے! میں بالکل بے قصور ہوں۔‘‘

’’پتہ نہیں تم کون ہو اور کہاں سے آ کودے۔‘‘

’’میرا نام علی عمران ہے اور کودنا پھاندنا میری ہوبی لیکن یہ رنگ ٹرائی زبردستی گلے پڑی ہے! مجھے خدا معاف کرے۔‘‘

’’اچھا تو میں اسے زبردستی لے جاؤں گا۔‘‘

’’یہ ناممکن ہے مسٹر یوکاوا...... لفظ زبردستی میرا موڈ خراب کر دیتا ہے۔ لہٰذا اب تو وہی ہوگا جو یہ رنگ ٹرائی چاہے گی۔ میں نے اسے نہیں جیتا بلکہ اس نے مجھے جیت لیا ہے۔‘‘

’’کیا مطلب؟‘‘

’’اب یہ اگر مجھے چھوڑنا بھی چاہے تو ایسا نہیں کر سکتی۔‘‘

’’تم کیا کرو گے؟‘‘ یوکاوا نے پھر نتھنے پھلائے۔

’’چھوڑنے کی کوشش کر کے دیکھ لے پتہ چل جائے گا۔‘‘

’’تم دھمکی دے رہے ہو!‘‘

"دھمکی دینا میرے نزدیک کمینہ پن ہے میں اظہار حقیقت کر رہا تھا۔"

"تو اب تم اسے نہیں چھوڑو گے؟"

"نہیں مسٹر یوکاوا۔" عمران سر ہلا کر مغموم لہجے میں بولا۔ "یہ میری زندگی میں بالکل پہلی لڑکی ہے!"

"لیکن تم تو اپنی دوسری بیویوں کا تذکرہ کر رہے تھے......!" لڑی نے کہا۔

"محض امتحان تھا تمہارا۔ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ یہ لگاؤ کتنا مضبوط ہے!"

"تم کسی اندھے کنوئیں میں گرنے والی ہو! حسیں!" یوکاوا نے لڑی کو گھورتے ہوئے کہا۔

عمران اور لڑی نے کھانا شروع کر دیا تھا کوئی کچھ نہ بولا۔

تھوڑی دیر بعد عمران نے سر اٹھا کر کہا۔ "مسٹر یوکاوا...... کیا تم کافی پینا پسند کرو گے؟"

"نہیں۔" وہ جھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔

"تو پھر چلتے پھرتے نظر آؤ۔"

"اچھی بات ہے!" یوکاوا نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "لیکن اس کا انجام اچھا نہیں ہوگا۔"

"ٹاٹا......!" عمران نے کہا اور پھر کھانے میں مشغول ہو گیا۔

لڑی کے چہرے پر ناگواری کے آثار تھے۔ اس نے کہا۔ "تم نے بہت اچھا کیا۔ مجھے تم پر غصہ آ رہا تھا کہ خواہ مخواہ گفتگو کو طول دے رہے ہو۔ ارے گریبان پکڑ کر اٹھا دینا تھا۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ کھانے کے بعد کافی طلب کی گئی۔ عمران کے چہرے پر فکر مندی کے آثار پائے جاتے تھے۔

"تم خاموش کیوں ہو۔ کیا سوچ رہے ہو؟" لڑی نے کچھ دیر بعد کہا۔

"میں...... میں سوچ رہا ہوں کیوں نہ تمہیں سچی بات بتادوں۔" وہ اسے حیرت سے دیکھنے لگی۔

عمران کی آنکھیں اب بھی سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں اور وہ خلا میں گھورے جا رہا تھا۔

کچھ دیر خاموش رہ کر بولا۔ "وہ مجھے اچھی لگی تھی! اس لیے جہاں کہیں بھی دکھائی دیتی اس کا تعاقب شروع کر دیتا! ایک دن میں نے محسوس کیا کہ اس میں دلچسپی لینے والے دو آدمی اور بھی ہیں! وہ بھی اس کا تعاقب کرتے تھے صورت سے اچھے آدمی نہیں معلوم ہوتے تھے! میں نے سوچا کہیں یہ لڑکی کو [illegible] نقصان نہ پہنچا دیں لہٰذا باقاعدہ طور پر میں لڑکی کی نگرانی کرنے لگا تھا۔"

"میں کہتی ہوں جہنم میں جھونکو اس لڑکی کو۔ اب تم میرے علاوہ اور کسی لڑکی کے بارے میں نہیں سوچو گے!"

"بہت اچھا۔" عمران نے سعادت مندانہ لہجے میں کہا۔

ویٹر کو بل کی رقم ادا کر دینے کے بعد بھی وہ وہیں رہے۔ "کیا سچ مچ رات یہیں گزرے گی؟" [illegible] لی۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں!"

"سچ بتاؤ! کیا وہ مکان تمہارا نہیں تھا؟"

"ہرگز نہیں...... لیکن مجھے علم تھا کہ وہ عرصے سے خالی ہے۔"

"تو کیا تم نقب زن ہو چور ہو؟"

"جو چاہو سمجھ لو۔ نواب زادوں کی سی زندگی بسر کرنے کے لیے سب کچھ کرنا پڑتا ہے۔"

"پولیس تو رہتی ہو گی تمہارے پیچھے؟"

"کبھی آگے رہتی ہے کبھی پیچھے۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب خود مجھے بھی نہیں معلوم؟"

"اب شاید تمہیں نیند آ رہی ہے...... دماغ

میں نہیں۔" وہ چڑھانے کے سے انداز میں ہنسی۔

"نیند...... نیند...... چلو اٹھو! میں کہیں تمہارے سونے کا انتظام کروں۔" عمران نے جھلاہٹ کا مظاہرہ کیا۔

☆......☆......☆

صفدر بے خبر سو رہا تھا۔ گھنٹی کی آواز سے آنکھ کھل گئی کوئی مسلسل کال بیل کا بٹن دبائے جا رہا تھا۔ اس کے اندازے کے مطابق وہ عمران ہی ہو سکتا تھا کیوں کہ رہ رہ کر بٹن دبانے کا یہ مخصوص انداز اسی کا تھا۔ اس نے بڑی جلدی میں سلیپنگ گاؤن پہنا اور صدر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کا خیال درست تھا۔ دروازہ کھلتے ہی عمران مسمسی صورت بنائے دکھائی دیا......

"فرمایئے!" صفدر دانت پر دانت جما کر بولا۔

عمران نے ٹھنڈی سانس لی اور دردناک آواز میں گنگنایا "شکریہ اے یار تیرا شکریہ!"

"تو اندر تشریف لایئے نا!" صفدر پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔

اندر آ کر عمران بیٹھ گیا۔ ایسا معلوم ہوتا جیسے وہ صفدر سے کچھ سننا چاہتا ہو۔

ادھر صفدر کی جھنجلاہٹ اس کی خاموشی سے اور بڑھ رہی تھی۔

"ڈھائی بجے ہیں!" صفدر اسے گھورتا ہوا بولا۔

"اچھا؟" عمران نے حیرت سے کہا اور پھر اپنی گھڑی دیکھ کر بولا۔ "ٹھیک چل رہی ہے!"

"اوہو۔ تو کیا گھڑی ملانے آئے تھے؟"

"نہیں۔ شکوہ کرنے...... کیا ضرورت تھی بیچ میں کود پڑنے کی! مجھے مر جانے ہی دیا ہوتا!"

"آخر ہوا کیا؟"

"کلوروفارم سنگھا کر نکل بھاگا ہوں۔ پانچ ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے دماغ چاٹنے جا رہی تھی۔"

"آخر وہ ہے کون؟"

"اے یہ تم مجھ سے پوچھ رہے ہو!" عمران آنکھیں نکال کر دھاڑا۔

"بس ختم کیجیے درد سے سر پھٹا جا رہا ہے!"

"یہاں بھیج دوں۔" عمران نے رازدارانہ لہجے میں پوچھا۔

صفدر بھی سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا! اس کی آنکھیں سرخ تھیں ان سے تکلیف کا اظہار ہو رہا تھا۔

"میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہے!" عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"اور وہ لڑکی جو مر گئی!"

"وہ بھی میرے لیے اجنبی تھی! دراصل مجھ سے پہلے دو آدمی اور بھی اس کا تعاقب کرتے تھے! تمہارے چیف نے ایک دن شاید ان دونوں کی گفتگو سن لی! ان میں سے ایک کہہ رہا تھا کہ لڑکی کو کسی طرح گرنا چاہیے۔ شاید وہ لوگ پہلے سے بھی اسے گرانے کی تدبیر کر چکے تھے لیکن انہیں کامیابی نہیں ہوئی تھی! آخر ان کمبختوں کی گرائی میرے مقدر میں آئی۔ اسی دوران میں اس جاپانی یوکاوا پر بھی نظر پڑی کیوں کہ ان دونوں آدمیوں کو اسی سے ہدایات ملتی تھیں۔"

"میں اس لڑکی کی موت کے بارے میں پوچھ رہا تھا!"

"ہوں!" عمران نے طویل سانس لی۔ چند لمحے خاموش رہا پھر بولا۔ "تمہارے چیف کی ہدایت پر میں نے اسے گرانے کی کوشش کی تھی لیکن یقین کرو۔ اگر یہ معلوم ہوتا کہ گرتے ہی مر جائے گی تو!"

"میرا خیال ہے کہ چیف بھی اس کی موت کا خواہاں نہیں تھا!" صفدر جلدی سے بولا۔

"کچھ پتہ نہیں۔ اس کے آگے بلیک آؤٹ ہے!"

"اور اب یہ لڑکی آپ کے گلے پڑی ہے!"

صفدر مسکرایا۔

"کچھ سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں!"

"یہ لوگ کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں۔"

"فی الحال...... اتنا پلے پڑا ہے کہ وہ اس لڑکی کو کیوں گرانا چاہتے تھے!"

"آپ کا مطلب یہ ہے کہ وہ بھی اس کو مار ڈالنے ہی کے لیے گرانا چاہتے تھے؟"

"میرا یہی خیال ہے۔"

"پوکاوا کون ہے؟"

"انجینئر...... ایک فیکٹری میں مشین لگوا رہا ہے۔ اسی کمپنی کی طرف سے آیا ہے جس سے مشینیں خریدی گئی ہیں!"

"تو پھر اب آپ کیا کریں گے؟"

"میاں میں خود کچھ نہیں کرتا۔ رپورٹ دے دی ہے تمہارے چیف کو لل...... لیکن یہ لڑکی کس کی خدمت میں پیش کی جائے؟"

"آپ اسے کہاں سلا آئے ہیں؟"

"یونٹ نمبر چھ میں!"

"میری رائے ہے کہ اب آپ ادھر پلٹ کر ہی نہ جایئے!"

"تو سنے دے گی۔"

"کیا فرق پڑتا ہے۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ٹھنڈی سانس لی اور اٹھ کر کھڑکی کے قریب گیا۔ باہر اندھیرے میں کچھ دیکھتا رہا پھر پلٹ آیا۔

"میں دراصل اس وقت ان کو تمہارا گھر دکھانا چاہتا تھا۔" اس نے صفدر کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"کن کی بات کر رہے ہو؟"

"جب سے لڑکی سر پڑی ہے۔ برابر تعاقب ہو رہا ہے۔"

دفعتاً کسی نے بہت زور زور سے دروازہ پیٹنا شروع کر دیا۔

"یہ کون احمق ہے!" عمران دیدے نچا کر بولا۔ "اندھا ہے کیا۔ کال بیل کا سوئچ نہیں دکھائی دیتا۔"

صفدر اسے وہیں چھوڑ کر آگے بڑھا اور تیزی سے چلتا ہوا صدر دروازے تک پہنچا۔ دروازہ پیٹنے کا سلسلہ اب بھی جاری تھا۔

"کون ہے؟" صفدر نے اونچی آواز میں پوچھا۔

"دروازہ کھولو!" باہر سے جھلائی ہوئی نسوانی آواز آئی۔

صفدر نے طویل سانس لی اور دروازہ کھولنے لگا۔ اس کا خیال تھا کہ عمران کے سر ہونے...... والی لڑکی ہی ہوگی لیکن دروازہ کھلتے ہی نئی صورت دکھائی دی! اس نے شوخ رنگ کی لپ اسٹک لگا رکھی تھی! بال بکھرے ہوئے تھے اور کسی قدر نشے میں بھی معلوم ہوتی تھی!

"کہاں ہے وہ؟" اجنبی عورت چیخی۔ "اسے باہر نکالو اور تم...... اور تم سب سو رہو!"

"میں نہیں سمجھا آپ کیا کہہ رہی ہیں!"

"تم ہٹو سامنے سے میں خود ہی اسے کھینچتی ہوئی لے جاؤں گی!"

"میں نہیں جانتا آپ کون ہیں!" صفدر نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ اسے کسی قدر غصہ بھی آ گیا تھا! غصے کی بات بھی تھی وہ اس طرح شور مچا رہی تھی کہ پڑوسیوں کی نیند بھی اچٹ جاتی۔

"میں پوچھ رہی ہوں۔ عمران کہاں ہے؟" وہ پہلے سے بھی زیادہ زور سے چیخی۔

اور پھر صفدر کو عمران بھی دکھائی دیا۔ چپ چاپ

سر جھکائے کھڑا تھا۔ عورت اس کی طرف جھپٹی اور اسے جھنجوڑ جھنجوڑ کر کہنے لگی۔ ”میری زندگی برباد کر کے اب چھپتے پھر رہے ہو! میں تمہارا خون کر دوں گی۔“

”ارے باپ رے!“

”چلو میرے ساتھ!“ اس نے اس کا گریبان پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا۔

”اسے...... تم بھی ساتھ چلو!“ عمران صفدر کی طرف دیکھ کر کھکھیایا۔ ”مجھے ڈر لگ رہا ہے!“

”پوری فوج لے چلو لیکن میں آج فیصلہ کر کے رہوں گی!“

دفعتاً صفدر ان کی راہ میں حائل ہوتا ہوا بولا۔ ”جب تک یہ معاملہ میری سمجھ میں نہ آجائے آپ لوگ باہر قدم نہیں نکال سکتے۔“

عورت نے عمران کا گریبان چھوڑ دیا اور صفدر کو خونخوار نظروں سے گھورنے لگی۔

”دیکھو تم نہ ڈر جانا۔“ عمران خوف زدہ لہجے میں بولا۔ ”اسے مجھ سے شادی کرنی ہی پڑے گی!“

دفعتاً عورت حلق پھاڑ کر چیخی!

اتنے میں عمران نے صفدر کو اشارہ کیا کہ وہ خود نکل کر بھاگنا چاہتا ہے!

”آپ مجھے پوری بات بھی تو بتائیے......!“ صفدر نرم لہجے میں بولا...... ”شاید میں آپ کی کوئی مدد کر سکوں؟“

اچانک عمران نے دروازے کی طرف چھلانگ لگائی اور دوڑتا ہوا [illegible] گیا۔ اس کے بعد تو صفدر نے عورت کا راستہ روک ہی لیا تھا۔ وہ چیختی رہی۔

”آپ صبر سے کام لیں محترمہ!“ صفدر بولا۔ ”مجھے ساری بات بتائیے میں یقیناً آپ کی مدد کروں گا۔ وعدہ کرتا ہوں!“

”مجھے جانے دو!“

”جھگڑے کی وجہ معلوم کیے بغیر یہ ناممکن ہے!“ صفدر کے لہجے کی نرمی بدستور قائم رہی۔

”اچھی بات ہے!“ دفعتاً عورت بھی ڈھیلی پڑ گئی۔

”میرے ساتھ تشریف لائیے!“

صفدر ادب و احترام کا مظاہرہ کرتا ہوا اس کو ڈرائینگ روم میں لایا۔ دونوں بیٹھ گئے اور عورت نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ ”مجھے کافی پلاؤ!“

”فی الحال تو میں اس قسم کی کوئی خدمت نہ کر سکوں گا۔ کیوں کہ باہر کھاتا پیتا ہوں۔ میرے پاس کوئی ملازم بھی نہیں۔“

”غیر شادی شدہ ہو؟“

”جی ہاں۔“

”شادی کیوں نہیں کر لیتے!“

”ابھی مالی حالت اتنی مستحکم نہیں ہوئی!“

”کسی مالدار عورت سے کر لو۔“

”آج تک کوئی ملی ہی نہیں!“

”میں تمہیں اچھے حلقوں میں متعارف کرا سکتی ہوں!“

”دراصل مجھے دلچسپی نہیں لیکن یہ کس قسم کی باتیں چھڑ گئیں! میں تو آپ کی کہانی سننا چاہتا ہوں!“

”میری کہانی یہ ہے کہ تم بالکل گدھے ہو!“ وہ ہنس پڑی۔

اور صفدر بے ساختہ چونک پڑا کیوں کہ یہ ہنسی تو جولیانا فٹز واٹر کی تھی!

”تم......!“

”ہاں میں! اب مجھے اپنی اس صلاحیت پر مغرور ہو جانا چاہیے تم بھی نہ پہچان سکے!“

”کمال کا میک اپ ہے۔“

”اب پلوا دو کافی!“

”ہاں۔ ہاں...... ضرور...... لیکن یہ سب کیا

تھا؟‘‘

’’مجھے ایکسٹو کی طرف سے ہدایت ملی تھی کہ تمہارے گھر پہنچ کر عمران کے سلسلے میں اس قسم کا جھگڑا اٹھا دوں۔‘‘

’’کچھ سمجھ میں نہیں آتا!‘‘ صفدر اپنی گدی سہلاتا ہوا بولا۔

’’تم مجھے صرف اس لڑکی کے بارے میں بتا دو جو زینے سے گر کر مر گئی!‘‘

’’میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں جانتا کہ وہ ہمارے چیف ہی کے حکم پر ہوا تھا۔ عمران کا یہی بیان ہے!‘‘

’’یعنی ایکسٹو کی ہدایت پر وہ زینے سے گرائی گئی تھی۔‘‘

’’ہاں۔‘‘

’’جہنم میں ڈالو میں بہت تھک گئی ہوں! مجھے فوراً کافی چاہیے!‘‘

صفدر اٹھا اور کچن میں آ کر کافی کے لیے پانی رکھنے لگا۔ دفعتاً اس نے محسوس کیا جیسے فون کی گھنٹی بج رہی ہو۔ تیزی سے خواب گاہ میں پہنچا۔ ریسیور اٹھایا اور دوسری طرف سے ایکسٹو کی آواز سنی!

’’لیس سر۔‘‘

’’کیا جولیا چلی گئی؟‘‘

’’نہیں جناب۔ ابھی یہیں ہے۔‘‘

’’اس سے کہو کہ جس طرح چیختی چلاتی وہاں پہنچی تھی۔ اسی انداز میں فوراً رخصت ہو جائے۔‘‘

’’بہت بہتر جناب۔‘‘

’’اور پھر سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر اس نے بھی ریسیور رکھ دیا۔

ڈرائنگ روم میں جولیا کافی کی منتظر تھی۔

’’مجھے افسوس ہے فنٹر واٹر تم کافی نہ پی سکو گی!‘‘ صفدر نے اس سے کہا۔

’’کیوں؟‘‘

اس نے اسے ایکسٹو کی کال کے بارے میں بتایا اور وہ برا سامنہ بنا کر بولی۔!

’’یہ شخص غالباً! ہر وقت جاگتا رہتا ہے!‘‘

’’بے خوابی کا مریض معلوم ہوتا ہے!‘‘ صفدر نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

’’وہ تو ہم سب ہو جائیں گے کسی دن!‘‘ جولیا نے برا سامنہ بنا کر کہا اور اٹھ گئی۔

اس کے بعد وہ پہلے ہی کے سے انداز میں شور مچاتی ہوئی وہاں سے رخصت ہو گئی تھی۔

☆......☆......☆

یوکاوا کی گاڑی ایک طویل و عریض عمارت کے کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی اور پورچ میں جا رکی! گاڑی سے اتر کر وہ عمارت کے صدر دروازے سے گزرتا ہوا ایک کمرے میں پہنچا......اور فون کا ریسیور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں بولا۔

’’اٹ از یوکاوا سر۔‘‘

’’لیس!‘‘ دوسری طرف سے آواز آئی۔

’پوسٹ مارٹم کی رپورٹ بھی یہی بتاتی ہے کہ اس کا دل پھٹ گیا تھا۔‘‘

’’کاش تم میں سے کوئی اسے گرتے دیکھ سکا ہوتا۔‘‘ دوسری طرف سے آواز آئی۔ ’’میں گرتے وقت کی صحیح پوزیشن معلوم کرنا چاہتا ہوں!‘‘

’’پوزیشن جناب؟ میں نہیں سمجھا!‘‘

’’وہ کسی پہلو پر گری تھی یا پیٹ کے بل؟‘‘

’’اس کا پتہ لگنا دشوار ہے جناب!‘‘

’’خیر......اب دوسرے کیس پر بخوبی نظر رکھنا!‘‘

’’بہت بہتر ہے جناب!‘‘

’’ہاں اس کے بارے میں کیا رپورٹ ہے؟‘‘

’’جناب وہ مجھے صرف ایک اوباش آدمی معلوم ہوتا ہے......پچھلی رات وہ اپنے دوست کے گھر گیا

تھا۔ وہاں ایک عورت بھی آ پہنچی۔ وہ دراصل اسی کی تلاش میں تھی اور غصے سے پاگل نظر آ رہی تھی!"

"تو پھر ہمیں اس سے کیا۔" دوسری طرف سے سوال کیا گیا۔

"مطلب یہ کہ وہ اس سے شادی کرنے پر مصر تھی اور وہ نکل بھاگا تھا۔ میں دراصل اسی واقعے سے اس نتیجے پر پہنچا ہوں...... کہ اسے لڑکیوں کے چکر میں رہنے کی عادت ہے!"

"پھر اس نے گیارہ نومبر کا حوالہ کیوں دیا تھا؟"

"لزی نے رپورٹ دی ہے کہ وہ ہمارے دو آدمیوں کی روزی کے بارے میں گفتگو سن ہی کر اس کی جانب متوجہ ہوا تھا۔ ہو سکتا ہے ان کی زبان سے گیارہ نومبر کے متعلق بھی کچھ سن پایا ہو......"

"کچھ بھی ہو! میں کسی قسم کا ہنگامہ نہیں چاہتا۔ مجھے سکون سے اپنا کام کرنا ہے۔"

"آپ مطمئن رہیں جناب!" یوکاوا بولا۔ "سارے کام آپ کی مرضی کے مطابق ہوں گے۔"

"بس محتاط رہو!" دوسری طرف سے آواز آئی اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔ یوکاوا پھر اس عمارت میں نہیں ٹھہرا۔

ایک بار پھر اس کی گاڑی سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ کچھ دیر بعد ایک ٹیلی فون بوتھ کے قریب رکا۔ اس میں داخل ہو کر کسی کے نمبر ڈائل کیے اور ماؤتھ پیس میں بولا۔

"ہیلو۔ کون ہے۔ اچھا دیکھو...... میں سکس تھرٹیمن کے پاس ملوں گا۔ ٹھیک دس منٹ بعد تمہیں وہاں موجود رہنا چاہیے۔"

کال ڈسکنکٹ کر کے وہ پھر گاڑی میں آ بیٹھا اور شہر کے اس علاقے میں جہاں سکستھ اسٹریٹ اور تھرٹینتھ اسٹریٹ کا سنگم تھا پہنچ کر ایک جگہ گاڑی پارک کر دی۔

وہ بار بار گھڑی دیکھے جا رہا تھا پھر ایک نیلے رنگ کی اسپورٹ کار بھی اس کے قریب آ رکی۔ اس پر سے اسی کا ایک ہم وطن اتر کر آگے بڑھا۔

"مجھے دیر تو نہیں ہوئی؟" اس نے یوکاوا سے پوچھا۔

"نہیں ٹھیک ہے اور غالباً ہم وہیں پہنچے ہیں جہاں پہنچنا چاہیے تھا!"

"عمارت تو یہی ہے!" وہ سامنے والی عمارت کی طرف اشارہ کر کے بولا۔ "لیکن یقین کے ساتھ فلیٹ کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔"

"پھر کیا صورت ہوگی۔" یوکاوا نے پرتشویش لہجے میں کہا۔

"ٹھیک پانچ منٹ بعد میں ایک مخصوص اشارہ کروں گا۔" دوسرے آدمی نے گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "اس کے بعد اگر اشارے کا جواب ملا تو اس کی موجودگی ظاہر ہو جائے گی ورنہ پھر دوسرے احکامات کا منتظر رہنا پڑے گا۔"

یوکاوا نے جیب سے سگریٹ کا پیکٹ نکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "اتنی دیر میں ہم ایک سگریٹ ختم کر سکتے ہیں!"

دوسرے آدمی نے سگریٹ لے کر سلگایا اور گھڑی پر نظر جمائے رہا۔

ٹھیک پانچ منٹ بعد اس نے انگڑائی لیتے ہوئے اپنے ہاتھوں سے کراس بنایا اور سامنے والی عمارت کی ایک کھڑکی سے بڑے بالوں والے چھوٹے سے سفید کتے نے سڑک پر چھلانگ لگائی اور اپنے منہ میں دبے ہوئے کاغذ کے ایک ٹکڑے کو ان کے قریب گراتا ہوا دوسری طرف نکل گیا۔

یوکاوا نے جھک کر وہ کارڈ اٹھا لیا تھا، دوسرا آدمی بھی اس کے قریب آ گیا! کارڈ پر تحریر تھا۔

''گیارہ نومبر۔''

''میرا کام ختم ہو گیا۔ اب تم جانو!'' دوسرے آدمی نے کہا اور اپنی اسپورٹ کار میں بیٹھ کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔

یوکاوا کارڈ لیے کھڑا رہا۔

جب اسپورٹ کار اگلے موڑ پر نظروں سے اوجھل ہو گئی تو آہستہ آہستہ عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک فلیٹ کے بند دروازے پر دستک دے رہا تھا۔ دروازہ کھلا سامنے ایک ادھیڑ عمر کا آدمی کھڑا نظر آیا۔

یوکاوا نے وہی کارڈ اس کی طرف بڑھا دیا' جو سڑک پر کتے کے منہ سے گرا تھا۔

''اندر آ جاؤ!'' اجنبی نے کہا۔ یہ کسی مغربی ملک کا باشندہ معلوم ہوتا تھا۔

یوکاوا کمرے میں داخل ہوا۔ اجنبی نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ''بیٹھ جاؤ۔''

پھر وہ اسے وہیں چھوڑ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ یوکاوا نے دوسرا سگریٹ سلگایا اور ہلکے ہلکے کش لیتا رہا۔

تقریباً پانچ یا چھ منٹ بعد اجنبی پھر واپس آیا۔ اس نے لباس تبدیل کر لیا تھا۔ غالباً کہیں اور جانے کی تیاری تھی۔

''چلو!'' اس نے یوکاوا سے کہا اور یوکاوا چپ چاپ اٹھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد یوکاوا اپنی گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا اور اجنبی اس کے برابر بیٹھا ہوا اسے راستوں کے متعلق ہدایات دے رہا تھا۔ شہر کی مختلف سڑکوں سے گزرتے ہوئے وہ موڈل کالونی میں داخل ہوئے۔

☆……☆……☆

عمران اس وقت میک اپ میں تھا۔ صبح ہی سے یوکاوا کے تعاقب میں رہا تھا۔ اب اس نے اس کو اس سفید فام آدمی کے ساتھ موڈل کالونی کی ایک عمارت میں داخل ہوتے دیکھا۔ اس نے اپنا اسکوٹر عمارت کے سامنے سڑک کی دوسری جناب روک دیا۔

یوکاوا نے بھی اپنی گاڑی سڑک ہی پر چھوڑ دی تھی...... تقریباً ایک گھنٹے تک وہ ان کی واپسی کا منتظر رہا لیکن وہ عمارت سے برآمد نہ ہوئے۔ یوکاوا کی گاڑی اب بھی سڑک ہی پر موجود تھی۔

عمران اس عرصے میں اپنے اسکوٹر سے اس طرح الجھتا رہا تھا جیسے اس میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہو! پورے ڈیڑھ گھنٹے بعد یوکاوا کا سفید فام ساتھی عمارت سے برآمد ہوا...... اور یوکاوا کی گاڑی میں بیٹھ کر رفو چکر ہو گیا۔ عمران نے اس کے اس انداز میں کوئی خاص بات محسوس کی تھی۔ وہ اسی حیص بیص میں رہا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیے اور گاڑی اگلے موڑ پر نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ اسے اس کے پیچھے نہ جانا چاہیے! اس نے سیٹ کے نیچے سے چرمی بیگ نکالا اور عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ بیگ میں ایک انشورنس کمپنی کا لٹریچر تھا جو عمارت کے مکینوں سے تعارف حاصل کرنے میں مددگار ثابت ہوتا!

برآمدے میں پہنچ کر اس نے کال بیل کا بٹن دبایا۔ دباتا ہی رہا لیکن اندر سے کوئی جواب نہ ملا۔ دو منٹ گزر گئے پھر اس نے دروازے کا ہینڈل گھمایا اور دروازہ کھلتا چلا گیا۔ راہداری سنسان پڑی تھی۔ وہ آگے بڑھتا گیا! عمارت میں اس کے قدموں کی آواز کے علاوہ اور کسی قسم کی آواز نہیں تھی۔

سارے کمرے خالی نظر آئے کچن میں آیا۔ اس کی حالت سے معلوم ہوتا تھا جیسے اسے عرصے سے استعمال نہ کیا گیا ہو۔ ایک بار پھر وہ کمرے میں آیا اور جیسے ہی ایک باتھ روم کا...... دروازہ کھولا جہاں

کھڑا تھا کھڑا رہ گیا۔

یوکاوا زمین پر چت پڑا تھا۔ اور..... اور اس کی گردن کٹی ہوئی تھی! عمران بہت احتیاط سے آگے بڑھا۔ لاش کے سر کے قریب ایک کارڈ پڑا نظر آیا جس پر "گیارہ نومبر" تحریر تھا!

اس نے جیب سے اسپائی کیمرا نکالا اور لاش کی تصویریں کئی زاویوں سے کھینچیں پھر سارے کمروں کے دروازوں کے ہینڈل صاف کرتا پھرا۔

تھوڑی دیر بعد اس کا اسکوٹر شہر کی طرف اڑا جا رہا تھا۔ صفدر اور وہ ساتھ ہی چلے تھے۔ صفدر اپنی گاڑی میں تھا اور عمران نے اسکوٹر سنبھالا تھا پھر اس جگہ سے دونوں کی راہیں الگ ہو گئی تھیں۔ جہاں سے یوکاوا کا پہلا ساتھی رخصت ہوا تھا صفدر نے اس کا تعاقب شروع کر دیا تھا اور عمران یوکاوا کا تعاقب کرتا ہوا موڈل کالونی کی اس عمارت تک جا پہنچا تھا اور پھر اس کے تعاقب کا اختتام یوکاوا کے قتل پر ہوا۔

شہر پہنچ کر سب سے پہلے اس نے ایک پبلک ٹیلی فون پر ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کیا۔ جولیا نے کال ریسیو کی تھی۔

عمران نے سٹو کی آواز میں کہا۔ "موڈل کالونی کی تیسری [illegible] پر کوٹھی نمبر سات میں ایک لاش پڑی ہوئی ہے...! پولیس کو اطلاع دے دو اور پولیس کی تفتیش سے آگاہ رہو۔ میں کسی وقت رپورٹ طلب کر لوں گا!"

"بہت بہتر جناب!" دوسری طرف سے آواز آئی اور عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا.....!

یوکاوا کی رہائش گاہ کا علم اسے نہیں تھا!

آج بس یونہی ایک جگہ مڈ بھیڑ ہوئی تھی اور اس نے اس کا تعاقب شروع کر دیا تھا۔ ویسے نکلا تھا اسی کی تلاش میں پھر جب وہ ٹپ ٹاپ میں ناشتہ کرنے لگا تھا تو عمران نے فون کر کے صفدر کو بھی وہیں طلب کر لیا تھا! ایسا نہ کرتا تو اس وقت شاید افسوس کر رہا ہوتا کیوں کہ یوکاوا کے بعد پھر ان میں کوئی آدمی نظر میں نہ رہتا۔ صفدر کی موجودگی کی بنا پر کم از کم وہ اس کے ساتھی کا تعاقب تو کرا ہی سکا تھا۔

آج تین عمارتیں بھی علم میں آئی تھیں! پہلی وہ عمارت جہاں یوکاوا تنہا گیا تھا دوسری وہ جہاں سے ایک سفید فام غیر ملکی اس کے ساتھ ہوا تھا اور تیسری وہ جہاں اس کی لاش پائی گئی تھی!

واپسی پر عمران نے سب سے پہلے اس عمارت کا رخ کیا جس کی ایک کھڑکی سے کتا کودا تھا لیکن یہ ضروری نہیں تھا کہ سفید فام غیر ملکی پھر وہیں واپس گیا ہو۔ بہر حال اسے تو دیکھنا ہی تھا۔ فلیٹ کے دروازے پر دستک دیتے وقت بھی اسے پوری طرح یقین نہیں تھا کہ وہاں کوئی موجود ہوگا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں اندر سے قدموں کی چاپ سنائی دی! کسی نے دروازہ کھولا اور عمران بھونچکا رہ گیا۔ یہ لڑکی تھی لیکن اس نے تو اسے کہیں اور چھوڑا تھا۔ چلتے وقت لڑکی نے اس سے کہا تھا کہ وہ وہیں اس کا انتظار کرے گی اور تنہا باہر نہیں جائے گی۔

"تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو!" اس نے عمران سے درشت لہجے میں پوچھا۔

"میں پراپرٹی ٹیکسیشن آفس سے آیا ہوں۔" عمران بولا۔

"تو پھر مالک مکان کے پاس جاؤ ہم تو کرایہ دار ہیں!"

"آپ اس فلیٹ کا کتنا کرایہ ادا کرتی ہیں!"

"مجھے علم نہیں!" وہ گڑبڑا کر بولی۔ "میں دراصل صاحب خانہ کی مہمان ہوں اور صاحب خانہ اس وقت موجود نہیں!"

"صاحب خانہ کا نام تو جانتی ہی ہوں گی!"

"ان کا نام ہمفرے نکولائی ہے!"

"کیا کرتے ہیں؟"

"کسی فرم کے منیجر ہیں شاید!"

"کیا آپ اندازاً بھی اس فلیٹ کا کرایہ نہ بتا سکیں گی!"

"جی نہیں! مجھے افسوس ہے!"

"بات دراصل یہ ہے کہ غیر ملکیوں سے یہ لوگ زیادہ کرایہ وصول کرنے لگے ہیں اور یہ ہماری حکومت کو پسند نہیں!"

"آپ کے آفس میں آپ کو مطلع کر دیا جائے گا۔"

"براہ کرم پتہ نوٹ فرمائیے!"

عمران ٹیکزیشن آفس کا پتہ اسے لکھوا کر پھر سڑک پر واپس چلا آیا۔ اسے اس غیر ملکی کا انتظار تھا جو ماڈل کالونی والی عمارت سے یوکاوا کی گاڑی میں فرار ہوا تھا۔ ممکن ہے اسی کا نام ہمفرے نکولائی رہا ہو لیکن یہ لڑکی لڑکی؟ یہ تو یوکاوا کے ساتھ تھی اور اب یوکاوا کے قاتل کے فلیٹ میں نظر آ رہی ہے۔

اسے بہر حال وہیں رک کر لڑکی کے متعلق بھی معلومات فراہم کرنی تھیں۔ آدھے گھنٹے تک وہ اسی سڑک پر وقت گزاری کرتا رہا۔ آخر کار وہ سفید فام بھی دکھائی دیا لیکن گاڑی یوکاوا والی نہیں تھی......

گاڑی چھوڑ کر وہ فلیٹ میں چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد ایک وزنی سا بیگ اٹھائے ہوئے پھر واپس آیا.....لڑکی اس کے ساتھ تھی۔ دونوں گاڑی میں بیٹھ گئے!

کار چل پڑی اور عمران کو میک اپ یعنی ریڈی میڈ میک اپ چڑھانا پڑا۔ وہی پھولی ہوئی ناک اور گھنی مونچھوں والا میک اپ جو ہر وقت بیگ میں پڑا رہتا تھا۔ اگر فلیٹ میں لڑکی سے ملاقات نہ ہوئی ہوتی تو پھر اس کی ضرورت پیش نہ آتی!

تعاقب جاری رہا۔ کچھ دیر بعد اگلی گاڑی کیفے ارغنوں کے سامنے رکی غالباً وہ وہاں لنچ کرنا چاہتے تھے! ان کے ہال میں داخل ہو جانے کے بعد عمران نے بھی اسکوٹر سڑک کے کنارے فٹ پاتھ سے لگا کر کھڑا کر دیا تھا۔

ہال میں پہنچا تو اتفاقاً ان دونوں کے قریب ہی دو تین میزیں خالی نظر آئیں اور اس نے ان میں سے ایک اپنے لیے منتخب کر لی یہاں سے وہ ان کی گفتگو بخوبی سن سکتا تھا۔

لڑکی کہہ رہی تھی! "میرا مشورہ ہے کہ تم بھی میرے ساتھ چلو۔"

"نہیں! اس طرح کھیل بگڑ جائے گا! تمہیں مجھ سے ملنا ہی نہیں چاہیے تھا۔ خیر اب یہاں سے سیدھی وہیں جانا جہاں مقیم ہو۔"

"پھر تم کہاں ملو گے؟"

"مجھے تم تھری ناٹ فائیو سکس ٹو پر رنگ کر سکتی ہو! کیا تمہاری موجودہ قیام گاہ میں فون بھی ہے!"

"ہے۔" "لیکن مجھے نمبر یاد نہیں! تم اپنے نمبر نوٹ کر کے مجھے دے دو۔ میں تم سے رابطہ قائم کر لوں گی۔"

اس نے اپنی نوٹ بک سے ایک ورق پھاڑ کر نمبر لکھے اور لڑکی کو دیتا ہوا بولا۔ "اب مجھے دیکھنا ہے کہ وہ لوگ تم سے رابطہ قائم کرتے ہیں یا بات صرف یوکاوا کی حد تک رہ جاتی ہے!"

"میں زیادہ تر اس آدمی کے بارے میں سوچتی رہتی ہوں جس پر یوکاوا نے مجھے مسلط کیا تھا!"

"وہ کیسا آدمی ہے؟"

"کچھ پتہ ہی نہیں چلتا! کبھی بچوں کی سی باتیں کرنے لگتا ہے اور کبھی ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے بہت زیادہ چالاک ہو!"

"مجھے اس کے بارے میں تفصیل سے بتاؤ۔"

لڑکی نے عمران کی کہانی شروع کر دی۔

"یوکاوا نے اسے روزی کا تعاقب کرتے دیکھا

تھا اور پھر وہ ایک دن ''گیارہ نومبر'' کا حوالہ بھی دے بیٹھا! اس سے اسے تشویش ہوئی اور اس نے اس کی اصلیت جاننی چاہی! مجھے اس کے پیچھے لگایا۔ خود اس سے شکست کھائی اور پہلے سے مرتب کی ہوئی اسکیم کے مطابق یوکاوا کو چھوڑ کر اس کے ساتھ چل دی، بہرحال مقصد یہی تھا کہ میں اس کے بارے میں پوری طرح چھان بین کر کے یوکاوا کو رپورٹ دوں لیکن اب میں کیسے رپورٹ دوں گی...... کیوں کہ تمہارے بیان کے مطابق تو یوکاوا دوسری دنیا میں پہنچ چکا تھا۔''

''اگر کسی نے تم سے رپورٹ طلب کی تو میرے لیے بڑی آسانی ہو جائے گی لیکن یوکاوا کے بعد ان کا اور کوئی آدمی فی الحال میری نظر میں نہیں ہے!''

''لیکن یہ ہوا کیسے؟''

''پھر بتاؤں گا۔ تم جلدی سے لنچ کرو اور یہاں سے ٹیکسی لے لو میں اب تمہارے ساتھ باہر دیکھا جانا پسند نہ کروں گا...... میں بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے!''

لزی کچھ نہ بولی۔ انہوں نے خاموشی سے کھانا کھایا...... کافی پی اور پھر لزی اسے وہیں چھوڑ کر باہر چلی گئی۔

عمران ہمفرے نکولائی کے اٹھنے کا منتظر رہا! اس دوران میں وہ بھی کافی پیتا رہا تھا۔ لزی کے رخصت ہو جانے کے بعد اس نے ویٹر سے بل طلب کرنے میں جلدی کی تھی! پتہ نہیں کب ہمفرے بھی اٹھ جائے اور وہ اس کا سراغ کھو بیٹھے!

ہمفرے اطمینان سے بیٹھا پائپ کے کش لیتا رہا۔ قطعی نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی قسم کی الجھن یا بے چینی کا شکار ہے۔ اس کا چہرہ بالکل پرسکون تھا......! وہ معمر ضرور تھا لیکن آنکھوں سے ظاہر ہونے والی توانائی حیرت انگیز تھی اور قویٰ مضبوط معلوم ہوتے تھے...... تھوڑی دیر بعد اس نے پائپ کی راکھ ایش ٹرے میں جھاڑی اور اٹھ گیا۔

عمران اس وقت اٹھ گیا تھا جب وہ اپنا پائپ خالی کر رہا تھا۔ پھر جب تک وہ اپنی گاڑی تک پہنچتا عمران سڑک پار کر کے اپنے اسکوٹر تک پہنچ چکا تھا۔

ایک بار پھر تعاقب شروع ہو گیا لیکن اس بار سفر زیادہ طویل نہیں تھا۔ ہمفرے نکولائی نے اسی عمارت کے سامنے گاڑی روک دی جہاں یوکاوا پہلے گیا تھا! وہ سوٹ کیس ہاتھ میں لٹکائے ہوئے گاڑی سے اترا اور عمارت میں داخل ہو گیا۔

عمران نے سر کو خفیف سی جنبش دی اور آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس کی دانست میں یہی ہمفرے کی منزل تھی۔

اسے پہلے ہی سے یقین تھا کہ خود اس کا تعاقب نہیں کیا گیا لہٰذا وہ یہاں سے سیدھا ایک ایسے ہوٹل میں پہنچا، جہاں ایک کمرہ پہلے سے کرایے پر لے رکھا تھا! یہاں اس نے میک اپ واش کر کے لباس تبدیل کیا اور گھر کی طرف چل پڑا۔ لزی کو فی الحال نہیں چھیڑنا چاہتا تھا...... اس سے قبل صفدر سے رپورٹ لینی تھی!

فون پر اس کے نمبر ڈائل کیے لیکن جواب نہ ملا...... شاید وہ ابھی تک گھر واپس نہیں آیا تھا۔!

اب اس نے ہیڈ کوارٹر کے نمبر ڈائل کیے۔ ساری کالیں جولیا ہی ریسیو کرتی تھی۔ دوسری طرف سے اس کی آواز سن کر بحیثیت ایکسٹو بولا۔

''صفدر کی کوئی کال آئی تھی؟''

''نہیں جناب؟''

''تھوڑے وقفے سے اسے فون کرتی رہو! جب ملے تو کہنا جو رپورٹ عمران کو دینی تھی براہ راست مجھے دے۔''

”بہت بہتر جناب۔“

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا اور ایکسٹو والے فون سے اٹیچ ٹیپ ریکارڈ کا جائزہ لیتا رہا...... پھر اس کا سوئچ آن کر کے کمرے سے باہر آ گیا۔ اس کی عدم موجودگی میں صفدر کی کال ریکارڈ ہو سکتی تھی!

کچھ دیر بعد وہ پھر سڑک پر نظر آیا لیکن اس بار اس نے اسکوٹر گیراج میں کھڑا کر کے گاڑی نکالی تھی!

تھوڑی دیر بعد اس عمارت تک جا پہنچا جہاں لڑکی کے قیام کا انتظام کیا تھا...... وہ موجود تھی...... شب خوابی کے لباس پر اس نے ریشمی سلیپنگ گاؤن پہن رکھا تھا۔

”تم کہاں تھے؟“ وہ اسے دیکھ کر اٹھلائی۔

”بس کیا بتاؤں...... کوئی ایسا فارمولا...... تلاش نہیں کر سکا۔“

”کیسا فارمولا؟“

”یہی کہ تمہیں مذہب بھی تبدیل نہ کرنا پڑے اور شادی بھی ہو جائے!“

”کیا مطلب؟“

”شادی...... اور کیا مطلب!“

”کس کی شادی؟“

”تمہاری اور میری!“ عمران نے شرما کر کہا اور بالکل چغد نظر آنے لگا!

”یہ وہم کیسے پیدا ہوا کہ میں تم سے شادی کر لوں گی!“

”تب تو پھر مشکل ہے۔“

”کیا مشکل ہے؟“

”ہم مسلمان لوگ تو شادی کے بعد ہی محبت کر سکتے ہیں۔“

”یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔“

”مجبوری ہے...... تم فی الحال نامحرم ہو۔“

”یہ کیا ہوتا ہے۔“

”وہی ہوتا ہے کہ اس سے محبت نہیں کی جا سکتی! شادی کے بعد محرم ہو جاتا ہے۔“

”تم واقعی بالکل احمق معلوم ہوتے ہو...... میں نے تمہارے لٹریچر کے ترجمے پڑھے ہیں اس میں تو کوئی ایسی بات نہیں!“

”ناول پڑھے ہوں گے؟“

”ہاں......!“

”وہ سب غیر اسلامی ناول ہیں۔ ان کے مصنفین جہنم میں جائیں گے کیوں کہ پرائی بہو بیٹیوں کے پیچھے ہیرو لگا دیتے ہیں!“

”میں نے انارکلی کا ترجمہ پڑھا تھا...... بڑا خوبصورت ڈرامہ ہے۔“

”کیا انجام ہوا تھا انارکلی کا یہ بھی یاد ہے!“ عمران نے بچکانہ خوف و دہشت کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔

”تم مذہبی آدمی بھی نہیں معلوم ہوتے۔“

”کچھ بھی ہو میں شادی کے بغیر محبت نہیں کر سکتا۔“

”مت کرو۔“

”یعنی کہ...... یعنی کہ...... تو پھر؟“ عمران نے احمقانہ انداز میں آنکھیں پھیلا کر پوچھا!

”تو پھر کچھ بھی نہیں! تم نے یوکاوا کو شکست دے کر مجھے جیتا ہے۔“

”ارے تو جیت کر کیا اچار ڈالوں۔“

”اچار کیا؟“

”مربے کا بھتیجا! تمہیں اچار کیسے سمجھاؤں! البتہ چکھا سکتا ہوں۔“

”تم بہت زیادہ تھکے ہوئے لگتے ہو آرام کرو۔“

”نہیں میں آرام نہیں کر سکتا!“

”کیوں؟“

''پہلے اس کا فیصلہ ہونا چاہیے!''

''کس کا؟''

''میں تم سے شادی کروں یا نہ کروں۔''

''شادی فضول چیز ہے!''

''پھر محبت کیسے کرسکوں گا۔''

''کیا محبت ضروری ہے؟''

''ناولوں میں یہی پڑھا ہے میں نے کہ جب دو آدمی ملتے ہیں تو محبت ہو جاتی ہے۔''

''تمہارا کیا بگڑے گا۔ ہو جانے دو۔'' وہ شرارت آمیز انداز میں مسکرائی۔ عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ وہ سنجیدگی اختیار کرتی ہوئی بولی۔

''مجھے حیرت ہے!''

''کس بات پر۔''

''سارا دن گزر گیا لیکن تمہاری ایک بھی فون کال نہیں آئی۔''

''کس کی آتی؟ میرا بس وہی ایک دوست ہے جس سے تم بھی واقف ہو!''

''اور کسی سے دوستی نہیں؟''

''نہیں۔ مجھے کبھی ضرورت ہی نہیں محسوس ہوئی۔ دوست وقت برباد کرتے ہیں اور قرض لیتے رہتے ہیں۔''

''تمہارے فون کا کیا نمبر ہے۔ انسٹرومنٹ پر موجود نہیں!''

''پچاس ہزار دو سو بارہ۔''

''اچھی بات ہے! میں کچھ دیر سونا چاہتی ہوں۔ رات کسی نائٹ کلب میں گزاردیں گے۔''

''ٹاٹا......!'' عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔

وہ سونے کے کمرے کی طرف چلی گئی اور عمران ڈرائنگ روم ہی میں بیٹھا رہا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور وہ کسی گہری سوچ میں معلوم ہوتا تھا۔ تقریباً پندرہ منٹ تک یہی حالت رہی۔ پھر چونکا اور گھڑی پر نظر ڈالی۔ وہ دبے پاؤں لڑکی کی...... خواب گاہ کی طرف جا رہا تھا۔ دروازے پر پہنچ کر اسے آہستہ سے دھکا دیا لیکن وہ اندر سے بند تھا! قفل کے سوراخ سے اندر جھانکا۔ وہ چت لیٹی سو رہی تھی۔

ہینڈ بیگ عمران کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے اس میں سے ایک چھوٹا سا گیس سلنڈر نکالا جس سے ربر کا ایک پتلا سا پائپ بھی منسلک تھا...... اس نے پائپ کا سرا قفل کے سوراخ کے ذریعے دوسری طرف خواب گاہ میں پہنچا کر سلنڈر سے گیس خارج کرنی شروع کی۔ گھڑی بھی دیکھے جا رہا تھا۔ دو منٹ بعد گیس کے اخراج کا سلسلہ منقطع کر کے نلکی قفل کے سوراخ سے نکال لی اور بڑبڑایا۔ ''اب تین چار گھنٹے تک آرام سے سوتی رہو۔''

ٹیلی فون ڈرائنگ روم ہی میں تھا۔ واپس آکر اس نے جولیا سے بحیثیت ایکسٹو رابطہ قائم کیا۔

''صفدر سے ابھی تک رابطہ قائم نہیں ہو سکا جناب۔''

جولیا نے اطلاع دی۔

''ماڈل کالونی والی عمارت کا کیا رہا!''

''وہاں پولیس نے کوئی لاش نہیں پائی۔ عمارت کرایہ پر دینے کے لیے خالی ہے۔''

''کب سے؟'' عمران نے پوچھا۔

''پچھلے ایک ماہ سے جناب!''

''مالک کون ہے؟''

''کمرشل بینک کی تحویل میں ہے! مالک غیر ممالک میں رہتا ہے۔''

عمران نے اس کے بارے میں بھی تفصیل مانگی...... جو ٹیلی فون نمبر لڑکی کو ہمفرے کی طرف سے ملا تھا۔

''میں نے نوٹ کرلیا ہے جناب!'' دوسری طرف سے...... آواز آئی۔

’’معلوم کرو کہ یہ نمبر کس کے نام الاٹ ہوا ہے اور شہر کی کس عمارت میں ہے۔‘‘

’’بہت بہتر جناب۔‘‘

’’میں آدھے گھنٹے بعد رنگ کروں گا۔‘‘

’’بہت بہتر جناب!‘‘

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا...... جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکال کر ایک پیس منہ میں ڈالا اور اسے پر تفکر انداز میں آہستہ آہستہ کچلتا رہا۔ پھر کچھ دیر بعد صفدر کے نمبر ڈائل کیے اس کا فون انگیج ملا...... ریسیور رکھ کر گھڑی پر نظر ڈالی۔ چار بج رہے تھے۔ پندرہ منٹ بعد اس نے پھر صفدر کے نمبر ڈائل کیے اس بار گھنٹی بجنے کی آواز آ رہی تھی۔ پھر صفدر کی آواز سنائی دی۔

’’تم کہاں غائب ہو گئے تھے؟‘‘ عمران نے بحیثیت عمران پوچھا۔

’’بس کچھ نہ پوچھیے۔ وہ تو جاپانیوں کا ایک ہوسٹل ہے پندرہ بیس عدد وہاں مقیم ہیں۔ یہ شخص جس کا میں تعاقب کر رہا تھا...... پتہ نہیں کہاں کہاں لیے پھرا...... آخر کار اس عمارت تک پہنچا جہاں ان لوگوں کا قیام ہے لیکن وہ خود ان سے الگ رہتا ہے۔ وہ اینکسی ہی میں مقیم ہے۔ کمرہ نمبر گیارہ گراؤنڈ فلور...... اس نے اینکسی میں اپنا نام ناتو چنگ درج کرایا ہے۔‘‘

’’اس پر گہری نظر رکھو!‘‘ عمران نے کہا اور سلسلہ منقطع کر دیا۔

اب اس نے پھر گھڑی دیکھی اور ہیڈ کوارٹر کے نمبر ڈائل کیے دوسری طرف سے جولیا کی آواز آئی۔ سب سے پہلے اس نے صفدر کی رپورٹ پیش کی...... پھر اس ٹیلی فون نمبر کے بارے میں بتانا شروع کیا۔

’’وہ نمبر کسی ڈاکٹر بلوندرے کا ہے۔ عمارت گیارہ پرنسٹن روڈ۔

’’گیارہ!‘‘ عمران غرایا۔

’’جی۔ گیارہ نمبر ہے عمارت کا......!‘‘

’’اچھا......!‘‘ عمران نے کہہ کر سلسلہ منقطع کر دیا۔

وہ وہی عمارت ثابت ہوئی جہاں یوکاوا پہلی بار گیا تھا اور جو اس کے قاتل ہمسفر کی بھی منزل تھی!

عمران تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا رہا۔ پھر اس نے اپنے فلیٹ کے نمبر ڈائل کیے۔ دوسری طرف سے سلیمان نے کال ریسیو کی تھی۔ عمران نے ماؤتھ پیس میں کہا۔ ’’جوزف کو فون پر بھیجو۔‘‘

’’بھیج دوں گا جناب...... لیکن آٹا ختم ہو چکا ہے اور پیسے بھی ختم ہو گئے۔‘‘

’’ادھار لے کر کام چلاؤ۔ میں دو تین دن کے لیے شہر سے باہر گیا ہوا ہوں!‘‘

’’پیسے دے کر جایا کیجیے۔‘‘

’’اچھا بے!‘‘

’’میں بالکل ٹھیک کہہ رہا ہوں!‘‘

’’اچھا جوزف کو بھیج...... بکواس بند!‘‘

دوسری طرف سے پھر کچھ نہ کہا گیا...... کچھ دیر بعد جوزف کی آواز آئی۔

’’یس باس۔!‘‘

’’نمبر چھ میں فوراً پہنچو!‘‘

’’اچھا باس!‘‘

’’نمبر چھ یاد ہے۔‘‘

’’یس باس...... ایلٹن روڈ پر پہلی عمارت!‘‘

’’ٹھیک!‘‘ ’’فوراً روانہ ہو جاؤ۔‘‘

’’اچھا باس!‘‘

عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔

☆......☆......☆

تقریباً آٹھ بجے لڑی جاگی۔ کمرے میں گھپ اندھیرا تھا۔ اس نے اٹھ کر روشنی کی اور جماہیاں لیتی

ہوئی سلیپنگ گاؤن پہننے لگی۔ کمرے سے نکلی تو خلاف توقع دوسرے کمرے میں روشنی دیکھی۔

''ہوں۔ تو بے چارہ احمق موجود ہے!'' وہ خفیف سی نظروں سے مڑ کر دیکھنے کے ساتھ بڑبڑائی۔ لیکن وہ ڈرائنگ روم میں قدم رکھتے ہی بوکھلا گئی۔ کیوں کہ وہاں بے چارے احمق کی بجائے ایک لحیم شحیم نیگرو بیٹھا نظر آیا تھا!

اسے دیکھ کر وہ کھڑا ہوگیا۔ خاکی وردی میں تھا اور دونوں جانبوں میں ہولسٹروں میں دو ریوالور لٹک رہے تھے۔

''تت...... تم کون ہو؟'' لزی ہکلا گئی۔

''میں جوزف ہوں!'' اس نے خشک لہجے میں جواب دیا۔

''یہاں کیوں آئے ہو؟''

''باس کا حکم!''

''باس...... کون باس؟''

''میں انہیں صرف باس کہتا ہوں! اپنی گندی زبان سے ان کا نام نہیں لے سکتا!''

''وہ کہاں ہے؟''

''پتہ نہیں!''

''کیا میرے اور تمہارے علاوہ اور کوئی یہاں موجود نہیں!''

''نہیں۔!''

''وہ فون کی طرف بڑھی اور ہمفرے کے دیے ہوئے نمبر ڈائل کرنے لگی لیکن فون میں زندگی کے آثار نہیں تھے۔

''اوہ لائن ڈیڈ ہے!'' وہ جوزف کو گھورتی ہوئی بولی۔

جوزف کچھ نہ بولا۔ لزی نے ریسیور رکھ دیا۔ چند لمحے خاموشی رہی پھر بولی۔ ''اس نے تمہیں کیوں بلایا ہے!''

''میں نہیں جانتا۔''

''اچھا۔ میں کچھ دیر کے لیے باہر جا رہی ہوں وہ آئے تو کہہ دینا۔''

''یہ ناممکن ہے۔''

''کیوں۔؟''

''تم باہر نہیں جا سکتیں!''

''کیا مطلب؟''

''میں اس سے زیادہ نہیں جانتا کہ تم باہر نہیں جا سکتیں۔''

''اوہ!'' اس نے کہا اور تھکے تھکے سے انداز سے بیٹھ گئی۔ جوزف بھی اس کے سامنے ہی بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد لزی نے کہا۔

''کھانے کے لیے تو باہر جانا ہی پڑے گا۔''

''سب کچھ یہیں موجود ہے۔ باہر نہیں جانا پڑے گا......!'' جوزف بولا۔

''تمہارا باس کیا کرتا ہے!''

''میں نہیں جانتا۔''

''اوہ...... تو اس نے وقتی طور پر تمہاری خدمات حاصل کی ہیں!''

''میں کئی سال سے ان کی ملازمت میں ہوں۔''

''اس کے باوجود بھی تمہیں نہیں معلوم کہ وہ کیا کرتا ہے!''

''نہیں۔!''

''تم جھوٹے ہو!''

''اگر یہ بات کسی مرد نے کہی ہوتی تو میں اس کی گردن توڑ دیتا!''

''میں باہر جانا چاہوں تو تم مجھے روک نہ سکو گے!'' وہ دلآویز انداز میں مسکرائی۔

''کوشش کر کے دیکھو!''

لزی خاموش ہوگئی۔

تھوڑی دیر بعد اس نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"کھانے پینے کا سامان کہاں ہے!"

"کچن میں سب کچھ موجود ہے! ریفریجریٹر چل رہا ہے......!" جوزف نے جواب دیا۔

وہ ڈرائینگ روم سے اُٹھ کر کچن میں آئی۔ جوزف کے بیان کے مطابق وہاں سب کچھ موجود تھا۔ وہاں کا جائزہ لے چکنے کے بعد دروازے کی طرف مڑی تو جوزف کو کھڑا پایا۔

"اوہ......!" وہ مسکرائی۔ "کالے لوگ مجھے ہمیشہ سے اچھے لگتے ہیں!"

"لگتے ہوں گے!" جوزف نے بے پروائی سے شانوں کو جنبش دی!

"ذرا کافی کے لیے پانی رکھ دو۔" وہ اٹھلائی

"یہ میرا کام نہیں ہے۔ باس نے جتنا کہا ہے اتنا ہی کروں گا۔"

"کیا کہا ہے باس نے؟"

"تمہاری نگرانی...... تمہیں باہر نہ جانے دوں گا!"

"اچھی بات ہے! میں خود ہی کافی بنالوں گی!" وہ ہنس کر بولی۔ "بالکل اپنے باس ہی کی طرح معلوم ہوتے ہو۔"

جوزف کچھ نہ بولا۔ لزی نے کافی کا پانی ہیٹر پر رکھ دیا اور مڑ کر جوزف کو نیم وا آنکھوں سے دیکھنے لگی۔ جوزف تو اس کے چہرے کی طرف دیکھ ہی نہیں رہا تھا۔ آخر اسے بول کر ہی اپنی طرف متوجہ کرانا پڑا۔

"کیا تم کافی پیو گے؟"

"مجھے ضرورت ہوگی تو خود بنا کر پی لوں گا!" جوزف نے خشک لہجے میں جواب دیا۔

"اگر میں پیش کروں تو؟"

"میں انکار کر دوں گا!"

"انسانیت چھو کر نہیں گزری۔"

اس ریمارک پر جوزف خاموش ہی رہا۔ اب لزی ریفریجریٹر سے کھانے کے لیے کچھ چیزیں نکال رہی تھی! پندرہ بیس منٹ میں اس نے کھانا بھی کھالیا اور کافی کی دو پیالیاں بھی ختم کیں جوزف جہاں تھا وہیں بُت بنا کھڑا رہا۔ سچ مچ کسی بُت ہی کی طرح ساکت وساکن تھا۔

وہ کچن سے نکلی اور مڑ کر دیکھے بغیر ڈرائینگ روم میں آبیٹھی! جوزف پیچھے پیچھے آیا تھا۔

"آخر یہ کس قسم کی نگرانی ہے؟" وہ جھنجلا کر بولی۔

"تین دن تک اسی طرح مسلسل نگرانی کروں گا!" جوزف۔ نے جواب دیا۔

"کیوں؟"

"میرے قبیلے کا یہی رواج ہے!"

"میں نہیں سمجھی۔"

"باس میری شادی تم سے کرنا چاہتے ہیں!" جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا......؟" لزی بوکھلا کر کھڑی ہوگئی۔

جوزف اپنی رو میں بولتا رہا۔ "بعض اوقات مجھے باس کی زبردستیاں پسند نہیں آتیں! لیکن مجبوری ہے۔ میں انہیں باپ بھی تو کہتا ہوں۔ مجھ سے بولے۔ جوزف! تم تو کرسچن ہو۔ اس لیے تمہاری شادی میں کوئی دشواری پیش نہ آئے گی...... لڑکی کو مذہب بھی تبدیل نہ کرنا پڑے گا۔ میں نے کہا باس میں شادی نہیں کروں گا۔ انہوں نے اُداس ہو کر کہا پھر اس لڑکی کا کیا ہوگا۔ میں مسلمان ہوں اس لیے کسی کرسچین لڑکی سے شادی نہیں کر سکتا! اور اسے بھی پسند نہیں کرتا کہ اس سے مذہب تبدیل کرنے کو کہوں! لہٰذا تم کرلو شادی! سو اب میں تمہاری نگرانی کر رہا ہوں۔ میرے قبیلے کا یہی رواج ہے۔ مرد اپنی منگیتر کی دن رات بہتر گھنٹے نگرانی کرتا ہے پھر شادی ہو جاتی ہے۔"

''میں نہیں سمجھ سکتی کہ اس بکواس کا کیا مطلب ہے۔'' وہ اُلجھ کر بولی۔

''میں خود بھی نہیں سمجھ سکتا!'' جوزف نے بُرا سا منھ بنایا۔

چند لمحے کچھ سوچتا رہا۔ پھر بولا۔ ''کیا تم نے کبھی ان کے سامنے بھی کہہ دیا تھا کہ تمھیں کالے آدمی پسند ہیں!''

''جہنم میں گیا وہ بھی اور تم بھی۔ مجھے جانے دو۔ ورنہ ہنگامہ برپا کردوں گی۔''

''کالی آندھی آجائے تب بھی تمھیں نہیں جانے دوں گا۔ باس کا حکم......!''

''میں چیخنا شروع کردوں گی۔''

☆......☆......☆

عمران نے ایڈلفی کے روم نمبر گیارہ کے دروازے پر دستک دی۔ وہ ریڈی میڈ میک اپ میں تھا۔ دروازہ کھلتے ہی عمران کی زبان سے نکلا۔ ''گیارہ نومبر!''

''براہ کرم اندر آجایئے!'' دروازہ کھولنے والے نے بے حد نرم لہجے میں کہا۔ وہ عمران کی پھولی ہوئی ناک اور گھنی مونچھوں والے میک اپ کو غور سے دیکھ رہا تھا۔

عمران کمرے میں داخل ہو کر بڑے اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ دروازہ کھولنے والا صورتِ سوال بنا کھڑا تھا۔

''آج تم نے یوکاوا کو کس کے سپرد کردیا تھا۔'' دفعتاً عمران نے سوال کیا۔

''میں نہیں جانتا۔''

''بیٹھ جاؤ۔'' عمران نے دوسری کرسی کی طرف اشارہ کیا وہ اس سے پہلے ہی کی طرح گھورتا ہوا بیٹھ گیا! عمران اسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

''مسٹر ناتو چنگ! کیا تمھیں یقین ہے کہ تم جو کچھ کررہے ہو اس میں غلطی کا امکان نہیں۔!''

''کیسی غلطی! کیا بات ہے۔ صاف صاف کہو!''

عمران نے اپنے بریف کیس سے ایک لفافہ نکالا، اور اس کی طرف بڑھا دیا۔ اس نے بڑی بے صبری سے لفافہ لے کر اسے چاک کیا تھا اور اب کئی تصویریں اس کے کانپتے ہوئے ہاتھوں میں تھیں۔

''یہ...... یہ...... کک...... کیا!'' وہ عمران کی طرف دیکھ کر ہکلایا۔

''کیا یہ یوکاوا نہیں ہے!'' عمران نے سوال کیا۔

''ہاں...... ہاں...... وہی ہے...... لیکن!''

''تم دونوں سکس تھرٹین کے چوراہے پر کس کا انتظار کررہے تھے!''

''تت...... تم کون ہو؟''

''تمہارا بھی یہی حشر ہوسکتا ہے!''

اس نے یوکاوا کی لاش کی تصویریں میز پر ڈال دیں اور مضطربانہ انداز میں ہاتھ ملنے لگا۔

''تم یوکاوا کو وہیں چھوڑ کر کیوں چلے گئے تھے!'' عمران نے سوال کیا۔

''تم بتاؤ۔ تم کون ہو؟''

''میں یہاں اس کا جواب نہیں دے سکتا۔ اٹھو اور میرے ساتھ چلو۔''

''نہیں!'' وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ''میں نہیں جاؤں گا۔''

''کیا......؟'' عمران کا لہجہ قہر آلود تھا۔

دفعتاً چنگ نے اپنے ہپ پاکٹ سے ایک چھوٹا سا پستول نکال لیا۔

''بتاؤ تم کون ہو؟'' اس نے ریوالور کا رُخ عمران کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

''بہت اچھے!'' عمران مضحکہ اُڑانے والے انداز میں ہنسا۔

”بتاؤ...... ورنہ فائر کر دوں گا!“

”تم سب یقیناً کسی غلط فہمی کا شکار ہو رہے ہو!“ عمران بے پروائی سے بولا۔ ”کیو شوائی۔ ایم۔ او۔ کا ایک ایک آدمی اسی طرح مار لیا جائے گا!“

”میں تم سے پوچھ رہا ہوں۔ تم کون ہو؟“

”اچھا آؤ...... میرے قریب آؤ!“ عمران اپنا بریف کیس کھولتا ہوا بولا۔

اس نے اس میں سے ایک چھوٹا سا ٹیپ ریکارڈ نکالا۔ جس سے ایک ائرفون بھی اٹیچ تھا۔ ائرفون اسے دیتے ہوئے بولا۔ ”لو سنو! شاید تمہیں یقین آ سکے!“

چنگ نے ائرفون عمران سے لے کر کان میں لگایا۔ عمران ٹیپ ریکارڈ کا سوئچ آن کر کے اسے بغور دیکھتا رہا۔

پہلے اس کے ہاتھ سے پستول گرا تھا۔ پھر آنکھیں پھیل گئی تھیں اور پھر وہ لڑکھڑاتا ہوا دیوار سے جا لگا تھا۔ ائرفون اس کے کان سے نکل کر زمین پر گر گیا۔ عمران اس کو اسی حال میں چھوڑ کر ٹیپ ریکارڈ کو احتیاط سے بریف کیس میں رکھنے لگا تھا۔

پھر وہ اس کی طرف بڑھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر بولا۔ ”چلو نانی لتاں انتظار کر رہی ہوں گی۔“

پستول جہاں گرا تھا وہیں پڑا رہا اور وہ کمرے سے باہر آ گئے۔ چنگ کا ہاتھ اب بھی عمران کے ہاتھ میں تھا...... اور وہ کسی سحر زدہ کی طرح اس کے ساتھ چلا جا رہا تھا!

☆......☆......☆

رات کے گیارہ بج گئے اور لزی ڈرائنگ روم ہی میں بیٹھی جوزف سے جھگڑتی رہی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ان کے اپنے خاندانی جھگڑے بھی آج طے ہو جائیں گے۔ جوزف کہہ رہا تھا۔ مجھے موڈرن ازم کی ہوا بھی نہیں لگی! میں تو اپنی بیوی کو جانوروں کے باڑے میں باندھ سکتا ہوں۔“

”شٹ اپ!“ لزی چیخی۔

”شادی ہو جانے دو۔ پھر دیکھوں گا۔ یہ گز بھر کی زبان ہمیشہ کے لیے خاموش ہو جائے گی۔“

”تم بکواس بند نہیں کرو گے!“

”میرے قبیلے کی عورتیں شوہر کو دیوتا سمجھتی ہیں۔“

لزی نے دونوں ہاتھوں سے کان بند کر لیے۔ اتنے میں باہر سے کسی نے گھنٹی بجائی......

لزی کو وہیں بیٹھے رہنے کا اشارہ کر کے جوزف اُٹھ گیا لزی وہیں بیٹھی رہی۔ غصے سے کانپ رہی تھی۔ اور پھر جیسے ہی عمران کی شکل دکھائی دی۔ بھوکی شیرنی کی طرح جھپٹ پڑی لیکن جوزف بڑی پھرتی سے ان کے درمیان آتا ہوا بولا۔

”باس۔ یہ حال ہے اس کا...... کیا میرے ساتھ نباہ کر سکے گی؟“

”سب ٹھیک ہو جائے گا! تم فکر نہ کرو۔“

”کیا ٹھیک ہو جائے گا۔“ لزی حلق پھاڑ کر چیخی۔

”یہی کہ شادی کے بعد تم دونوں کے صحیح حالات شروع ہو جائیں گے۔“

”تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا!“

”خفا ہونے کی بات نہیں! میں ہی کر لیتا لیکن مذہبی اختلاف کی وجہ سے مناسب نہیں سمجھتا۔ جوزف کرسچین ہے۔“

”تم کون ہوتے ہو فیصلہ کرنے والے!“

”فرض ہے میرا جب کہ اس طرح سر آ پڑی ہو۔“

”میں یہاں سے جانا چاہتی ہوں۔“

”شادی سے پہلے یہ ناممکن ہے!“

’’جانے دو باس!‘‘ جوزف گڑگڑایا۔ ’’میں شادی کر کے کیا کروں گا۔ معاف کر دو۔‘‘

’’گردن توڑ دوں گا اگر تو نے بکواس کی!‘‘

’’میں تو کہہ رہا تھا...... خواہ مخواہ کیا فائدہ!‘‘

’’بکواس بند کرو۔ تمہیں اس یتیم لڑکی کا ہاتھ پکڑنا ہی ہوگا۔‘‘

’’اچھا باس!‘‘ جوزف مُردہ سی آواز میں بولا۔

’’اب میں پاگلوں کی طرح چیخنا شروع کر دوں گی۔‘‘

’’باس مجھے پاگل عورتوں سے خوف معلوم ہوتا ہے اور یہ مجھے صحیح الدماغ نہیں لگتی! مجھ پر رحم کرو باس!‘‘

تم خاموش رہو...... سب ٹھیک ہو جائے گا!‘‘

’’باس پھر سوچ لو۔‘‘

’’اگر تو میرا کہنا نہیں مانے گا تو بحرِ ظلمات کی خونخوار کالی مچھلی تیری خوش بختی کو نگل لے گی!‘‘

’’نہیں باس......!‘‘

’’اور بحرِ مُردار سے اٹھنے والی متعفن آندھی......!‘‘

’’بس۔ بس۔ خدا کے لیے باس رحم!‘‘ جوزف نے اپنے دونوں کان بند کر لیے اور چیخ کر بولا۔

’’میں شادی کر لوں گا...... مجھے کوسنے نہ دو!‘‘

اتنے میں لڑکی دروازے کی طرف بڑھی ہی تھی کہ عمران نے اس کا بازو پکڑ لیا۔

’’چھوڑ دو۔ مجھے جانے دو۔ میں لمحہ بھر کے لیے بھی نہیں ٹھہر سکتی!‘‘

’’تم میری ٹرافی ...!‘‘ عمران بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔

’’شٹ اپ۔‘‘

’’جانے دو۔‘‘ جوزف گھگھیایا۔

’’تو خاموش رہ، ورنہ ہڈیاں توڑ دوں گا۔‘‘

’’میں پولیس کو اطلاع دے دوں گی!‘‘

’’کس بات کی؟‘‘

’’جس بے جا کا الزام لگاؤں گی۔‘‘

’’سوال یہ ہے کہ پولیس تک پہنچو گی کس طرح!

’’تم یہ نہ سمجھنا کہ میں بالکل بے سہارا ہوں۔‘‘ وہ آنکھیں نکال کر بولی!

’’تم اپنے حمائتیوں کو بھی اپنے حال سے آگاہ نہ کر سکو گی کیوں کہ فون کی لائن پہلے ہی کاٹ دی گئی ہے!‘‘

’’انہیں معلوم ہے کہ میں کہاں ہوں!‘‘

’’جب تک وہ پہنچیں گے تمہاری شادی جوزف سے ہو چکی ہوگی۔ ابھی ایک پادری یہاں آئے گا...... اور......!‘‘

اتنے میں گھنٹی بجی اور عمران نے جملہ نامکمل چھوڑ کر جوزف سے کہا۔ ’’دیکھو شاید پادری صاحب آ گئے۔‘‘

’’اے آسمان والے مجھ پر رحم کر!‘‘ جوزف کراہتا ہوا کمرے سے چلا گیا۔

’’یک بیک تم بدل کیوں گئے!‘‘ لڑکی کے لہجے میں بے چارگی تھی۔

’’میں صرف تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں!‘‘

’’مجھے مدد کی ضرورت نہیں ہے۔‘‘

’’بعض اوقات آدمی اپنی ضروریات سے بھی لاعلم رہتا ہے۔‘‘

’’آخر چاہتے کیا ہو؟‘‘

’’میں چاہتا ہوں کہ جوزف کی زندگی میں بہار آجائے۔‘‘

’’یہ ناممکن ہے! زبردستی کرو گے تو میں خودکشی کر لوں گی!‘‘

’’دیکھو مس ٹرافی بات نہ بڑھاؤ ورنہ میں تمہیں خودکشی کر لینے دوں گا۔‘‘

جوزف کمرے میں داخل ہو کر بولا۔ ’’پتہ نہیں کس نے گھنٹی بجائی تھی!‘‘

’’کوئی غلطی سے آ گیا ہو گا۔ تم اپنی مخصوص دعائیں پڑھنا شروع کر دو!‘‘

’’کک...... کیوں باس؟‘‘

’’برکت کے لیے...... پادری ضرور آئے گا۔ میں نے اسے تاکید کر دی تھی!‘‘

’’کیا چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں ہے باس!‘‘

’’ہے تو...... بشرطیکہ یہ عورت سچ بولنا شروع کر دے۔‘‘

’’کیا مطلب؟‘‘ دونوں نے بیک وقت پوچھا۔

’’بیٹھ جاؤ۔‘‘ عمران نے لزی سے کہا۔ اس کے لہجے کا کھلنڈرا پن غائب ہو چکا تھا۔ لزی خاموشی سے بیٹھ گئی۔

عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے یوکاوا کی لاش کی تصویر نکالی اور لزی کی طرف بڑھا دی۔

’’یہ...... یہ......!‘‘ لزی ہکلائی تھی!

’’یوکاوا کی لاش کی تصویر ہے!‘‘

’’تت...... تو پھر...... تو پھر!‘‘

’’تم اس کے قاتل کو جانتی ہو!‘‘

’’یہ جھوٹ ہے!‘‘ تصویر اس کے ہاتھ سے چھوٹ پڑی۔

’’کھیل ختم ہو چکا ہے مس ژرانی...... ہمفرے نے ٹھیک ہی کہا تھا کہ تمہیں اس کے ساتھ نہ دیکھا جانا چاہئے تھا!‘‘

’’کیا؟‘‘ لزی بوکھلا کر کھڑی ہو گئی!

’’بیٹھ جاؤ! میں ایک پیشہ ور بلیک میلر ہوں۔ تمہیں اس کی بھاری قیمت ادا کرنی پڑے گی!‘‘

لزی پر بدحواسی کا دورہ پڑ چکا تھا!

’’جوزف اسے بٹھا دو۔‘‘ عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

جوزف اس کی طرف بڑھا ہی تھا کہ وہ خود ہی بیٹھ گئی۔

’’سب سے پہلے میں یوکاوا کی کہانی سنوں گا۔‘‘ عمران بولا۔

’’میں کچھ نہیں جانتی!‘‘

’’مس ژرانی میں بہت برا آدمی ہوں۔‘‘

’’یقین کرو۔ میں کچھ نہیں جانتی!‘‘

’’یوکاوا پر تمہیں کس نے مسلط کیا تھا!‘‘

لزی کا چہرہ زرد تھا اور سارے جسم پر کپکپی سی طاری تھی۔ کچھ دیر بعد اس نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

’’اگر تمہیں کچھ معلوم ہو جائے تو تم کیا کرو گے؟‘‘

’’غیر ملکی مجرموں سے خراج وصول کرنا ہی میرا پیشہ ہے۔‘‘

’’مجھے اس کے ساتھیوں کی تعداد معلوم کرنی تھی! پتہ لگانا تھا کہ وہ کہاں کہاں مقیم ہیں!‘‘

’’تو پھر؟‘‘

’’مجھے آج تک نہ معلوم ہو سکا۔‘‘

’’مونڈرے کیسا آدمی ہے؟‘‘

’’پتہ نہیں۔ میں نے اسے آج تک نہیں دیکھا!‘‘

’’کیا تم سچ کہہ رہی ہو؟‘‘

’’ہاں۔ میں نے اسے کبھی نہیں دیکھا۔ ہمفرے اس کا معتمد ہے! اسی کے ذریعے سارے کام چلتے ہیں! وہی مجھے اس کے نوٹس لا کر دیتا تھا اور میں انہیں ٹائپ کر کے فائل بناتی تھی۔‘‘

’’اگر میں تمہیں چھوڑ دوں تو تم کہاں جاؤ گی؟‘‘

’’مم...... میں ...... پتہ نہیں کہاں جاؤں گی۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ کیا یہ سچ مچ یوکاوا کی لاش کی تصویر ہے؟‘‘

’’مجھ سے اڑنے کی کوشش نہ کرو مس ٹرانی!‘‘ عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔‘‘

’’مم...... میں جھوٹ نہیں کہہ رہی!‘‘

’’تم اتنی ڈرپوک نہیں ہو۔ اس وقت تمہارے چہرے پر پریشانی کے آثار نہیں تھے جب تم یوکاوا کے قتل کے متعلق ہمفرے سے گفتگو کر رہی تھیں۔‘‘

’’تم کہاں تھے؟ تم کیا جانو۔‘‘

’’غیر ضروری سوالات سے گریز کرو اور میری باتوں کا جواب دو۔‘‘ اتنے میں پھر کسی نے اطلاعی گھنٹی بجائی اور عمران لڑکی کو گھورتا ہوا اٹھ گیا۔ پھر دروازے کی طرف بڑھتا ہوا جوزف سے بولا۔

’’اسے کڑی نگرانی میں رکھو۔ میں تھوڑی دیر بعد واپس آؤں گا......!‘‘

☆......☆......☆

برآمدے میں صفدر نظر آیا۔

’’کیا اس سے پہلے بھی تم نے ہی گھنٹی بجائی تھی!‘‘ عمران نے اس سے پوچھا۔

’’جی ہاں۔ لیکن مجھے شبہ ہوا تھا جیسے کوئی میرے تعاقب میں ہو۔ لہٰذا فوری طور پر یہی مناسب سمجھا کہ اس شبہ کی تصدیق کرلوں۔‘‘

’’تو پھر؟‘‘

’’وہم تھا۔!‘‘

’’آئندہ محتاط رہنا ...... یہاں جوزف ہے تمہارے چلے جانے کے بعد ہی اس نے دروازہ کھولا ہوگا۔ ورنہ تم اس طرح نظر آجاتے تو بے دریغ فائر کر دیتا!‘‘

’’اب وہ گفتگو کرنے کے قابل ہوگیا ہے۔‘‘ صفدر بولا۔

’’چلو۔ پہلے اسے ہی دیکھیں۔‘‘ عمران نے کہا اور مڑ کر دروازہ مقفل کر دیا۔

دونوں کمپاؤنڈ سے نکل کر سڑک پر آگئے!

’’آخر وہ اعصابی اختلال میں کیسے مبتلا ہوگیا تھا؟‘‘

’’ایک ایسا گیت ٹیپ کر رکھا ہے میں نے جو آدمی کو عالم بالا کی سیر کرا دیتا ہے۔ کبھی تمہیں بھی سناؤں گا۔!‘‘

وہ پیدل ہی چل پڑے تھے شاید قریب ہی کہیں جانا تھا۔ اسی لائن کی ایک عمارت کے کمپاؤنڈ میں مڑتے ہوئے صفدر نے کہا۔ ’’مجھے دور پوٹیں دینی پڑ رہی ہیں۔ ایک آپ کو اور ایک چیف کو!‘‘

’’فکر نہ کرو!‘‘ عمران بولا۔ ’’کار ۔ بہ کثرت تجربات میں اضافہ بھی ہو رہا ہے اس طرح اور ......!‘‘

اس نے جملہ پورا کیے بغیر خاموشی اختیار کر لی۔

عمارت میں داخل ہو کر وہ ایک کمرے میں پہنچے جہاں ناتو چنگ ایک کرسی سے بندھا ہوا تھا۔ انہیں دیکھ کر وہ جھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔ ’’تم لوگ کون ہو اور مجھے کیوں ہراساں کر رہے ہو۔‘‘

عمران اسے خاموشی سے بغور دیکھتا رہا۔ پھر ایک قدم آگے بڑھ کر نرم لہجے میں پوچھا۔ ’’کیا تم قانونی طور پر یہاں آئے ہو؟‘‘

’’یقیناً۔ میرے اس دعوے کو چیلنج نہیں کیا جاسکتا کاغذات موجود ہیں اور وہ جعلی نہیں ہیں۔ ہمارے سفارت خانے سے تصدیق کی جاسکتی ہے!‘‘

’’یوکاوا سے تمہارا کیا تعلق تھا؟‘‘

’’وہ میرا دوست تھا!‘‘

’’لیکن حقیقتاً تم اس کے دشمن تھے!‘‘

’’یہ غلط ہے۔‘‘

"اگر یہ غلط ہے تو پھر تم اسے سکس تھرٹین کے چوراہے پر تنہا کیوں چھوڑ گئے تھے!"

"پھر کیا کرتا؟"

"کیا تم نے ہی اسے اس فلیٹ میں بھیجا تھا!"

"میں کیوں بھیجتا۔"

"تو پھر اس کا یہ مطلب ہوا کہ بعض احکامات تم تک براہ راست بھی پہنچتے رہے ہیں!"

"کیسے احکامات؟" ناتوچنگ چونک پڑا۔

عمران نے اس تبدیلی کو غور سے دیکھا اور لہجہ بدل کر بولا۔ "خیر اسے چھوڑو۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تمہارا تعلق انقلابی جماعت "کیوشوچنگ من آرگنائزیشن سے ہے جو اپنے ملک میں ایک غیر ملکی غلبے کے خلاف انقلاب لانا چاہتی ہے!"

"تمہیں اس سے کوئی سروکار نہ ہونا چاہیے۔"

ناتوچنگ ایک دم بھڑک اٹھا۔

"میں یہاں تمہاری حکومت کی رضامندی سے بحیثیت ٹیکسٹائل انجینئر خدمات انجام دے رہا ہوں اور مجھے یہاں بھجوانے کی ذمے دار میرے ملک کی حکومت ہے۔"

"تو تمہیں یوکاوا کی موت سے صدمہ نہیں پہنچا۔؟"

"میں یقین ہی نہیں کرسکتا۔"

"کیا تم نے لاش کی تصویر نہیں دیکھی تھی؟"

"میں اس پر یقین نہیں کرسکتا۔"

"یقین نہ کرنے کی وجہ؟"

چنگ نے اس سوال کا جواب نہ دیا۔ اس کے ہونٹ سختی سے بھنچے ہوئے تھے اور آنکھیں کسی سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔

عمران تھوڑی دیر بعد بولا۔ "تمہاری جماعت کو جس خطرے کا سامنا ہے اس سے بھی میں واقف ہوں!"

"اب مزید گفتگو اسی صورت میں ہوسکے گی جب تم مجھے اپنے بارے میں بتاؤ گے۔" چنگ نے کڑے تیوروں کے ساتھ کہا۔

"میں وہی ہوں جس پر یوکاوا نے لڑکی کو مسلط کیا تھا!" عمران بولا۔

"اوہ!"

"اب تم بتاؤ کہ اس فلیٹ میں کون تھا؟"

"لیکن محض اتنا کافی نہیں ہے۔ مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو اور ان معاملات میں کیوں دلچسپی لے رہے ہو!"

"ناتوچنگ تم یہاں اس لیے نہیں لائے گئے کہ گفتگو کے لیے شرائط پیش کرو۔"

"میری زبان نہیں کھل سکتی۔"

"تم نے ایڈلفی سے باہر قدم نکالنے سے بھی تو انکار کردیا تھا!" عمران کا لہجہ طنزیہ تھا۔

ناتوچنگ نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا۔ پھر سختی سے ہونٹ بھینچ لیے۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے آثار تھے۔

"میں نہیں چاہتا کہ تمہیں کسی ذہنی یا جسمانی اذیت میں مبتلا کروں۔" عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا...... !" چنگ نے بالآخر سوال کیا۔

"میری جماعت کو کون سا خطرہ لاحق ہے۔"

"اس ملک کے سیکرٹ سروس جس کے اقتصادی غلبے سے تم اپنے ملک کو نجات دلانا چاہتے ہو!"

"یہاں اس کا کیا سوال؟"

"دوست چنگ!" عمران اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ "تم لوگوں کے بارے میں کسی کا یہ قول سچ ہی ثابت معلوم ہوتا ہے کہ انفرادی طور پر تم سب بالکل ڈفر ہوتے ہو...... شاید اسی لیے وہ ایک ایک کر کے مار رہے ہیں!"

”کیا مطلب!“

”یوکاوا مار ڈالا گیا...... اب تمہاری باری ہے!“

”تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آ رہیں!“

”کیا یوکاوا تمہارا لیڈر تھا؟“

”ہاں...... ہم میں وہی سینئر تھا!“

”پھر وہ کس کے احکامات کی تعمیل کرتا تھا؟“

”اپنے سینئر کے احکامات کی!“

”وہ کون ہے؟“

”یوکاوا نے مجھے اس کے بارے میں نہیں بتایا۔“

”کیا اس سینئر کی طرف سے کبھی تمہیں بھی احکامات ملے ہیں۔“

”کبھی کبھی!“

”میں اپنا سوال دہراؤں گا کہ سکس تھرٹین کے چوراہے پر تم دونوں کیوں ملے تھے؟“

”یوکاوا نے مجھے طلب کیا تھا۔“

”کس لیے؟“

”اسے احکامات ملے تھے لیکن مجھے ان کی نوعیت کا علم نہیں ہے کچھ ہی دیر قبل مجھے بھی حکم ملا تھا کہ اگر یوکاوا ے، تھر سکس تھرٹین کے چوراہے پر جانا ہو تو ایک مخصوص وقت پر ہاتھوں سے کراس بناؤں تب سامنے والی عمارت کے کسی فلیٹ سے ”مقدس عہد“ کی نشانی ظاہر ہوگی!“

”یعنی گیارہ نومبر؟“

”ہاں۔ تم پارٹی کے متعلق سب کچھ جانتے ہو۔ بہرحال نشانی ظاہر ہو جانے کے بعد مجھے یوکاوا کو وہیں چھوڑ دینا تھا۔ سو میں اسے وہیں چھوڑ کر چلا گیا تھا!“

”تمہیں یقین ہے کہ صرف تم دونوں ہی کو احکامات ملتے تھے...... تمہارے کسی اور ساتھی کو نہیں!“

”ہاں مجھے یقین ہے!“

”کیا یوکاوا کا سینئر کوئی سفید فام آدمی بھی ہو سکتا ہے؟“

”ہرگز نہیں!“ چنگ بے ساختہ بولا۔

”کیوں؟“

”پارٹی کسی سفید فام آدمی پر یقین نہیں کر سکتی۔!“

”تو پھر لڑکی کو ساتھ رکھنے کا کیا مقصد تھا؟“

”سینئر کی طرف سے یوکاوا کو ہدایت ملی تھی کہ وہ اس لڑکی سے دوستی کرے!“

”مقصد؟“

”یوکاوا نے مجھے نہیں بتایا۔“

”وہ لڑکی جو زینے سے گر کر مر گئی اس کی نگرانی کیوں ہو رہی تھی!“

”اس کا علم بھی یوکاوا کو ہی تھا!“

”اب اور کون زیر نگرانی ہے؟“

”آج سے دس دن بعد خود لڑکی زیر نگرانی آ جائے گی۔“

”کیا مطلب؟“

”میں تفصیل سے واقف نہیں ہوں۔“ یوکاوا نے تذکرہ کیا تھا کہ دس دن بعد لڑکی کی بھی اسی طرح نگرانی شروع کر دی جائے گی جیسے روزی کی ہوتی رہی تھی!“

”اور اس نگرانی کے دوران میں اسے گرایا جائے گا۔“

”ہاں!“

”کیوں؟“

”اس کے بارے میں یوکاوا کو بھی علم نہیں تھا! وہ خود اس پر متحیر رہتا تھا۔“

”تم اپنے بقیہ ساتھیوں سے کٹ کر ایڈلفی میں کیوں مقیم تھے؟“

’’لزی کی دیکھ بھال کے لیے...... لزی وہیں مقیم تھی!‘‘

’’اور یوکاوا کہاں رہتا تھا؟‘‘

’’کبھی لزی کے ساتھ اور کبھی کسی اور کے ساتھ۔!‘‘

’’اچھا اب تم آرام کرو۔‘‘

’’تت...... تم آخر...... ہو کون؟‘‘

’’میں اپنے ملکی قوانین کا وفادار ہوں!‘‘ عمران بولا۔ ’’تم اس کی پروانہ کرو۔ ایک بات اور بتاؤ...... کیا تمہیں احکامات انگریزی زبان میں ملتے ہیں؟‘‘

’’نہیں۔ قومی زبان میں!‘‘

’’اور لہجہ بھی تمہارا اپنا ہی ہوتا ہے۔‘‘

’’یقیناً!‘‘

’’لیکن تمہیں یہ سن کر حیرت ہوگی کہ یوکاوا کو اس فلیٹ سے ایک سفید فام آدمی دوسرے علاقے کی ایک عمارت میں لے گیا تھا اور پھر اسی عمارت میں یوکاوا کی لاش پائی گئی!‘‘

’’میرے لیے یہ بات یقیناً حیرت انگیز ہے!‘‘

’’تمہیں یہاں کوئی تکلیف نہیں ہوگی!‘‘

’’تو کیا میں خود کو قیدی سمجھوں!‘‘

’’فی الحال...... یوکاوا کا قتل میرے ملک میں ہوا ہے اس لیے۔‘‘

’’میں یقین نہیں کرسکتا۔‘‘

☆......☆......☆

کچھ دیر بعد عمران اور صفدر پھر سڑک پر نظر آئے۔ دونوں آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اسی عمارت کی طرف بڑھ رہے تھے جہاں لزی اور جوزف کو چھوڑا تھا!

’’اب کیا ارادہ ہے۔‘‘ صفدر نے پوچھا۔

’’لزی کو نکل جانے کا موقع دے کر اس کا تعاقب کیا جائے!‘‘ عمران بولا۔

’’اسکیم کیا ہے؟‘‘

’’میرا خیال ہے کہ وہ لوگ ان انقلابیوں کے ساتھ لزی کو بھی دھوکا دے رہے ہیں۔ ان لوگوں کی نگرانی لزی سے کراتے رہے ہیں اور لزی کی نگرانی ان لوگوں سے۔‘‘

’’لیکن لڑکیوں کو گرانے کا مقصد کیا ہوسکتا ہے؟‘‘

’’جو میرے ہاتھ گری تھی اس کا انجام تو دیکھ ہی چکے! اب اس کا بھی دیکھ لینا۔‘‘

’’آخر ہے کیا چکر؟‘‘

’’یہی تو دیکھنا ہے۔ ویسے یوکاوا اور اس کے ساتھیوں کا معاملہ تو صاف ہوگیا! اس کے ساتھ کسی سفید فام آدمی کا پایا جانا اور پھر اس کا قتل اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اقتصادی غلبہ والے ملک کی سیکرٹ سروس ان لوگوں کا ستھراؤ کررہی ہے۔‘‘

’’لیکن یہاں ہمارے ملک میں کیوں!‘‘

’’جہاں بھی موقع ملے والی پالیسی ہے۔‘‘

’’ہاں آپ کسی ڈاکٹر موندرے کا بھی ذکر کررہے تھے!‘‘

’’ہمفرے نے جو ٹیلی فون نمبر لزی کو دیا تھا وہ ڈاکٹر موندرے کا ہے۔‘‘

’’یہ کون ہے؟‘‘

’’ڈاکٹر موندرے...... ایک فرانسیسی ہے۔ بہت عرصہ سے یہاں مقیم ہے اور مقامی جڑی بوٹیوں پر ریسرچ کررہا ہے!‘‘

وہ اس عمارت کے قریب پہنچ کر رک گئے۔

عمران بولا۔ ’’اب تمہیں لزی پر نظر رکھنی ہے! وہ بھی ایڈلفی ہی میں مقیم تھی۔ تم تو اس کا کمرہ دیکھ ہی چکے ہو۔ میرا خیال ہے کہ وہ یہاں سے نکل کر سیدھی وہیں جائےگی۔ اس کی ٹیلی فون کالیں ٹیپ کرنے کی کوشش کرنا۔‘‘

پھر وہ اسے وہیں چھوڑ کر عمارت کے اندر آیا۔

یہاں جوزف اور لزی چیخ چیخ کر ایک دوسرے کو برا بھلا کہہ رہے تھے انہیں غالباً خبر ہی نہیں تھی کہ کمرے میں ان کے علاوہ اور کوئی بھی موجود ہے!

دفعتاً عمران چیخ کر بولا۔ ''میں تم دونوں کو نکال باہر کردوں گا سمجھے۔'' دونوں خاموش ہو کر اس کی طرف متوجہ ہو گئے!

''شادی سے پہلے غل غپاڑہ مچانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔'' عمران انہیں گھونسا دکھا کر بولا۔

''میں ہرگز اس سے شادی نہیں کروں گا باس۔''

''کیوں؟'' عمران نے آنکھیں نکالیں۔

''بڑی دیر سے گالیاں دے رہی ہے اگر تمہارا خیال نہ ہوتا تو گردن مروڑ دیتا۔''

''شادی کے بعد میرا خیال نہ رکھنا!''

لزی پھر اُبل پڑی! ایک سانس میں نہ جانے کیا کیا بک گئی تھی۔ اچانک عمران گرجا۔ ''اچھا نکل جاؤ...... تم دونوں یہاں سے نکلو۔ میری نظروں سے دور ہو جاؤ۔''

''ب۔ باس۔'' جوزف ہکلایا۔

''چلے جاؤ!'' عمران نے اسے دروازے کی طرف دھکا دیا اور گھونسا تان کر لزی کی طرف جھپٹا۔ غرضیکہ ذرا ہی سی دیر میں دونوں کو نکال باہر کیا۔ لزی بھی ارے ارے کرتی رہ گئی......

تقریباً پندرہ منٹ بعد عمران باہر نکلا تو لزی برآمدے میں دیوار سے لگی کھڑی نظر آئی لیکن جوزف کا کہیں پتہ نہ تھا۔

''تم یہیں ہو ابھی تک!'' عمران غرایا۔

''اس حال میں کہاں جاؤں!'' لزی روہانسی ہو کر بولی۔ ''تمہارا تو کچھ پتا نہیں چلتا کہ کیا چاہتے ہو!''

''تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا! صاف صاف کہہ رہا تھا کہ تمہیں اس شب تار کے بچے سے شادی کرنی ہے۔''

''دماغ تمہارا چل گیا ہے۔ میں اس سے شادی کروں گی؟''

''کیا برائی ہے۔ وہ بھی تو کرسچین ہے آخر!''

''خاموش رہو۔ اس سلسلے میں کچھ نہیں سننا چاہتی میں نے ابھی تک کوئی غیر قانونی کام نہیں کیا مجھے شوق سے بلیک میل کرو۔''

عمران تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر سر ہلا کر بولا۔ ''اچھی بات ہے اندر آجاؤ! اب میں تمہیں زندہ رہنے کے گر سکھاؤں گا!''

''میری زندگی اسی میں ہے کہ تم خاموش رہو!''

وہ دونوں پھر اندر آ گئے!

''کیا آج کل تم کوئی دوا استعمال کر رہی ہو!'' عمران نے اس سے پوچھا۔

''کیا مطلب؟'' وہ چونک کر اس کی طرف مڑی۔

''میرا خیال ہے کہ تم کوئی ٹانک استعمال کر رہی ہو!''

''تمہیں کیسے پتہ چلا؟''

''مونڈرے کی سیکرٹری اور ٹانک نہ استعمال کرے...... بڑی عجیب بات ہوگی بات دراصل یہ ہے کہ جڑی بوٹیوں پر تحقیق کرنے والے کوئی نہ کوئی حیرت انگیز دوا ضرور بناتے ہیں، ایسی جو مرتے دم تک جوان رکھ سکے!''

لزی ہنس پڑی اور بولی۔ ''تمہارا اندازہ بالکل درست ہے! ڈاکٹر ایک ایسا عرق بنانے میں کامیاب ہو گئے ہیں، جو آدمی کو حیرت انگیز توانائی بخشتا ہے! صرف تیس دن مسلسل استعمال کرنے سے کایا پلٹ جاتی ہے!''

''اور تم بیس دن سے استعمال کر رہی ہو اور تمہاری کایا پلٹنے میں ابھی دس دن باقی ہیں!''

''تم کیا جانو۔ تمہیں اس کا علم کیوں کر ہوا!'' وہ مضطربانہ انداز میں بولی۔ اس کا علم تو یوکاوا کو بھی نہیں تھا!''

''کسی نہ کسی کو تو علم ہوگا ہی!''

''صرف...... وہ جانتا ہے...... ہمفرے۔!''

''کیا یہ ٹانک تمہیں ڈاکٹر موندرے سے ملا تھا۔؟''

''میں تمہیں بتا چکی ہوں کہ میں نے آج تک موندرے کو نہیں دیکھا۔ ہمفرے اس کا معتمد خاص ہے۔ اسی سے مجھے نوٹس ٹائپ کرنے کے لیے ملتے تھے اور یہ ٹانک بھی اسی نے دیا تھا...... کیا تم نے ہمفرے پر بھی ہاتھ ڈال دیا ہے؟''

''ابھی تو نہیں! اس کے لیے مجھے تمہاری موت کا انتظار کرنا پڑے گا۔''

''کیا مطلب؟''

''آج سے ٹھیک دس دن بعد...... وہ تمہیں بھی گرانے کی کوشش شروع کردیں گے۔''

''کیا کہنا چاہتے ہو!'' وہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولی۔

''وہ روزی کی نگرانی کیا کرتے تھے اور اسے گرانا چاہتے تھے! جانتی ہو پوسٹ مارٹم کی رپوٹ نے کیا بتایا ہے؟''

''نہیں...... میں نہیں جانتی!''

''گرتے ہی اس کا دل پھٹ گیا تھا اور وہ مرگئی تھی!''

''نہیں...... نہیں۔ میرے ساتھ ایسا نہیں ہوسکتا۔ روزی ہم میں سے نہیں تھی! میں نے اسے موندرے کی کوٹھی میں کبھی نہیں دیکھا۔''

''اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔''

''تم خواہ مخواہ سہارے ہو!''

''لاؤ نکالو وہ ٹانک۔''

لزی نے بلاؤز کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر نیلے رنگ کے شیشے کا ایک ٹیوب نکالا اور عمران کی طرف بڑھا دیا۔ ٹیوب میں کوئی سیال مادہ تھا اور ٹیوب دو تہائی خالی ہو چکا تھا۔

''اور اب تم باہر چلنے کے لیے تیار ہو جاؤ!'' عمران نے کہا

''کہاں...... پتہ نہیں تم کیا کر رہے ہو! تم نے مجھے باہر نکال دیا تھا۔ اگر میں چلی جاتی تو......!''

''میری اسکیمیں بدلتی رہتی ہیں! جلدی کرو۔''

''کہاں لے چلو گے؟''

''میڈیکل چیک اپ کراؤں گا!''

''تم نے مجھے نروس کر دیا ہے!'' لزی کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔ ''لیکن وہ مجھے کیوں مار ڈالنا چاہے گا!''

''اگر تمہیں مجھ پر اعتماد نہیں ہے تو چلتی پھرتی نظر آؤ......

میں تو پہلے ہی تمہیں باہر نکال چکا تھا۔ پھر خیال آیا خواہ مخواہ ایک اور زندگی ضائع کیوں ہو۔''

''اچھا چلو...... کہاں چلتے ہو!'' لزی نے کہا اور تھکے تھکے سے انداز میں ایک کرسی پر ڈھیر ہوگئی۔

دوسری صبح لزی کی آنکھ ایڈلفی کے اسی کمرہ نمبر بیاسی میں کھلی تھی جہاں وہ پہلے مقیم تھی۔ وہ متحیر نظروں سے چاروں طرف دیکھنے لگی۔ اسے اچھی طرح یاد تھا کہ وہ عمران کے ساتھ میڈیکل چیک اپ کرانے کے لیے روانہ ہوئی تھی اور پھر شاید اسے گاڑی ہی میں نیند آگئی تھی۔

اور اب آنکھ کھلی تو یہاں...... لیکن میڈیکل چیک اپ تو رہ ہی گیا تھا۔ اسے یاد نہیں آرہا تھا کہ اس کی نوبت آئی ہو پھر وہ یہاں کیسے پہنچی۔

پھر اسے روزی سے متعلق عمران کی گفتگو یاد آئی۔ تو کیا سچ مچ اس کا بھی وہی انجام ہونے والا

تھا۔ اس خیال سے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔ اسے نیلے رنگ کا وہ ٹیوب یاد آیا۔ جو عمران نے اس سے لیا تھا اور پھر واپس نہیں کیا تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ بے حس و حرکت پڑی رہی۔ پھر اٹھی اور سپروائزر سے رابطہ قائم کر کے ناشتہ طلب کیا۔

اب وہ سوچ رہی تھی کہ اسے کیا کرنا چاہیے! ہمفرے نے اسے جو نمبر دیے تھے کیا ان پر اس سے رابطہ قائم کرے لیکن اس سے کہے گی کیا؟ نہ جانے کیوں اس کا دل چاہا کہ عمران سے ہونے والی گفتگو کے بارے میں اسے کچھ بھی نہ بتائے لیکن اسے تو ہمفرے نے ہدایت کی تھی کہ عمران کا ساتھ نہ چھوڑے اور اب وہ ایڈلفی میں تھی! یہاں اپنی موجودگی کا کیا جواز پیش کرے گی؛

ناشتے کے بعد جب جسم میں کسی قدر توانائی محسوس ہونے لگی تو اس نے اٹھ کر لباس تبدیل کیا اور ایڈلفی سے باہر آ گئی! ہمفرے سے رابطہ قائم کرنے کے لیے ہوٹل کا فون استعمال کرنا مناسب نہ معلوم ہوا۔ تھوڑے ہی فاصلے پر ایک پبلک ٹیلی فون بوتھ تھا۔ اس نے وہاں سے ہمفرے کے دیے ہوئے نمبر ڈائل کیے!

’’کون ہے؟‘‘ دوسری طرف سے آواز آئی۔

’’الزبتھ فاؤلر!‘‘ لزی نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

’’اوہ...... کہو...... کیا بات ہے؟‘‘

’’نکولائی...... وہ مجھے اس عمارت میں تنہا چھوڑ کر غائب ہو گیا! میرے لیے ایک تحریر چھوڑ گیا ہے! لکھتا ہے کہ تم پتہ نہیں کیوں میرے پیچھے پڑ گئی ہو! میں یہاں سے جا رہا ہوں...... اگر تم اسی عمارت میں مقیم رہیں تو تمہیں گزشتہ چھ ماہ کا کرایہ ادا کرنا پڑے گا۔ جو میں بعض مجبوریوں کی بنا پر ادا نہیں کر سکا۔ میں ایڈلفی میں واپس آ گئی ہوں!‘‘

’’کیا وہیں سے گفتگو کر رہی ہو؟‘‘

’’نہیں۔ اس کے قریب والے پبلک ٹیلیفون بوتھ سے!‘‘

’’ٹھیک ہے! اچھا دیکھو ایڈلفی کے گراؤنڈ فلور پر کمرہ نمبر گیارہ میں ایک آدمی ناتو پنگ مقیم ہے! وہ میری کال کا جواب نہیں دے رہا کیا وہ وہاں موجود نہیں ہے۔ معلوم کر کے مجھے مطلع کرو۔‘‘

’’میں دیکھ لوں گی!‘‘ لزی نے کہا۔ ’’ایک غلطی ہو گئی ہے!‘‘

’’کیسی غلطی؟‘‘

’’اس بھاگ دوڑ میں میرا ٹیوب کہیں گر گیا!‘‘

’’اوہ۔ کب؟‘‘

’’کل......‘‘

’’تو کل تک تم نے وہ ٹانک استعمال کیا تھا؟‘‘

’’ہاں...... کل استعمال کیا تھا۔‘‘

پیار اور محبوب

☆ چاند سے پیار کرو کیونکہ یہ محبوب کے چہرے کا عکس ہوتا ہے۔

☆ گلاب سے پیار کرو کیونکہ یہ محبوب کے چہرے کا لمس ہے۔

☆ کاجل سے پیار کرو کیونکہ یہ محبوب کی نگاہوں کا زیور ہے۔

☆ ستم سے پیار کرو کیونکہ یہ محبوب کی فطرت ہے۔

☆ خوشبو سے پیار کرو کیونکہ یہ محبوب کے چہرے پر حسین لگتا ہے۔

☆ غرور سے پیار کرو کیونکہ یہ محبوب کی ادا ہے۔

(محمد شبیر احمد شمل)

"اس دوران میں کسی دن ناغہ تو نہیں ہوا؟"

"نہیں۔!"

"پابندی سے ایک ماہ استعمال کرنا چاہیے! کتنے دن ہو چکے ہیں؟"

"کل بیسواں دن تھا۔"

"دس دن اور استعمال کرنا ہے۔ تم فکر نہ کرو۔ میں آج ہی تمہارے لیے مہیا کروں گا۔!"

"شکریہ نکولائی...... اور کچھ!"

"تم گیارہ نمبر کے حوالے سے ناتو ننگ سے مل بھی سکتی ہو اور اب تمہیں یہ بھی معلوم کرنا ہے کہ اس کے مزید کتنے ساتھی یہاں مقیم ہیں!"

"اچھی بات ہے۔" لزی نے کہا اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر ریسیور رکھ دیا۔ اس کا چہرہ پسینے میں ڈوبا ہوا تھا...... دل بڑی تیزی سے دھڑک رہا تھا...... ایسا محسوس کر رہی تھی جیسے ہزاروں زینے طے کر کے یہاں تک پہنچی ہو۔

بوتھ سے باہر نکلی تو ایسا لگا جیسے پیر پوری قوت سے زمین پر نہ پڑ رہے ہوں۔ "تو حقیقتاً یہ لوگ اسے کسی تجربے کی بھینٹ چڑھا رہے تھے۔ کتے!" اس کے سینے میں نفرت کا لاوا اُبل پڑا......!

شاید وہ احمق سچ ہی کہہ رہا تھا...... وہ سوچتی رہی...... روزی کی نگرانی اسی تجربے کے سلسلے میں کرائی جارہی تھی۔ یوکاوا کے مارے جانے کا اسے غم نہیں تھا لیکن روزی تو سفید فام ہی تھی اسی کی طرح یوروپین تھی! پتہ نہیں خود اس کا کیا انجام ہو...... ہمفرے نے اس ٹانک کی دس خوراکیں آج ہی مہیا کرنے کا وعدہ کیا تھا تاکہ ناغہ نہ ہو...... اور وہ بھی ایک دن کتے کی موت مر جائے!

کسی نہ کسی طرح اپنے کمرے میں پہنچی اور بستر پر گر گئی! سر چکرا رہا تھا۔ ذرا ہی دیر میں دل ڈوبتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ تو کیا وہ بھی روزی ہی کی طرح مر جائے گی۔ کیا کچھ لوگ اس کی نگرانی بھی کر رہے ہوں گے۔ اسے بھی مرا دینے کے درپے ہوں گے۔ اسے کیا کرنا چاہیے! نہیں، وہ اس طرح بے بسی سے نہیں مر جائے گی!

بستر سے اٹھ کر فون کے قریب آئی۔ ریسیور اٹھایا اور آپریٹر سے کہا کہ وہ روم نمبر گیارہ سے رابطہ چاہتی ہے!

تھوڑی دیر بعد دوسری طرف سے کسی قسم کی انسانی آواز آئی! پتہ نہیں اس نے کچھ کہا تھا یا کراہا تھا!

"کیا بات ہے...... تم کیا کہہ رہے ہو!"

"کون ہے...... اوہ...... وہ......!"

"میں یوکاوا کی دوست ہوں۔ دو دن سے اس کی تلاش میں ہوں۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ تم بھی ایڈلفی ہی میں رہتے ہو...... کیا نام ہے تمہارا؟"

کراہ کے ساتھ کہا گیا...... "ناتو ننگ!"

"ہاں۔ اس نے یہی نام بتایا تھا...... ہو سکتا ہے اس نے تم سے میرا بھی ذکر کیا ہو۔ میں الزبتھ فاولر ہوں!"

"تم کوئی بھی ہو۔ خدا کے لیے میرے پاس آجاؤ۔ میرا نچلا دھڑ مفلوج ہو چکا ہے! بستر سے اٹھ نہیں سکتا! اگر فون سرہانے نہ ہوتا تو میں تم سے گفتگو نہ کر سکتا۔ گھنٹی بجتی رہتی۔"

"مم...... میں آرہی ہوں!" لزی نے کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔

پھر وہ باہر نکلی اور روم نمبر گیارہ کی طرف چل پڑی! ہینڈل گھماتے ہی دروازہ کھل گیا تھا۔ وہ اندر داخل ہوئی سامنے ہی ایک جاپانی بستر پر چت پڑا تھا! اس کے داخل ہوتے ہی اس نے گردن گھمائی!

"مم...... میں اس پوزیشن میں بھی نہیں ہوں

کہ خود سے کسی کے نمبر ڈائل کر سکوں!" اس نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا" ان لوگوں نے پتا نہیں کس قسم کا انجکشن دیا تھا کہ میری ٹانگیں مفلوج ہو کر رہ گئی ہیں۔"

"کن لوگوں نے......؟" لزی نے مضطربانہ انداز میں پوچھا۔

"کیا تم یوکاوا کی دوست ہو!"

"ہاں...... میں دو دن سے اس کی تلاش میں ہوں۔"

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ کیا چکر ہے۔ پرسوں رات میں یہیں اپنے کمرے میں تھا کہ ایک آدمی آیا...... اس نے مجھ سے کہا کہ یوکاوا قتل کر دیا گیا ہے! میں نے کہا کہ میں کیسے یقین کر لوں...... اس نے اپنے چرمی بیگ سے ایک چھوٹا سا ٹیپ ریکارڈ نکالا اور اسے اٹیچڈ ائرفون میری طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ "لو سنو! ثبوت مل جائے گا۔ جیسے ہی میں نے ائرفون کان سے لگایا ایسا زبردست دھماکا سنائی دیا کہ فوری طور پر میرا اعصابی نظام درہم برہم ہو کر رہ گیا! پھر مجھے یاد نہیں کہ وہ مجھے کس طرح یہاں سے لے گیا تھا۔"

"وہ تمہیں کہاں لے گیا تھا؟"

"اس کا ہوش نہیں...... اور میں یہ بھی نہیں جانتا، کہ یہاں واپس کیسے آیا۔ ابھی کچھ ہی دیر پہلے مجھے ہوش آیا ہے!"

"وہ آدمی کیسا تھا...... جو تمہیں یہاں سے لے گیا تھا؟"

"گھنی مونچھوں اور پھولی ہوئی ناک والا۔"

لزی سوچنے لگی...... وہ عمران نہیں ہو سکتا! پھر چونک کر بولی۔ "تم یوکاوا کی قتل کی بات کر رہے تھے!"

"ہاں...... وہ لوگ مجھے یہی باور کرانا چاہتے تھے کہ یوکاوا قتل کر دیا گیا!"

"لیکن کس نے قتل کیا......؟"

"مجھے یقین نہیں ہے۔ پتہ نہیں وہ کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں۔"

"مقامی ہی آدمی تھے!"

"ہاں مقامی ہی...... لل...... لیکن اب میرا کیا ہوگا؟"

"میں سپروائزر سے بات کرتی ہوں کہ کسی اچھے ڈاکٹر کا انتظام کر دے!"

ناتوپنگ کچھ نہ بولا۔ وہ پھر کراہنے لگا تھا!

لزی اس کے کمرے سے نکل کر پھر پبلک ٹیلی فون بوتھ کی جانب چل پڑی۔ دوبارہ جعفر کے کولالی کے نمبر ڈائل کیے اور اسے ناتوپنگ کے بارے میں اطلاع دی۔

"یہ لوگ کون ہو سکتے ہیں؟" جعفر نے پوری کہانی سننے کے بعد بولا۔

"میں کیا بتا سکتی ہوں!"

"تمہاری دانست میں تو وہ آدمی نہیں ہو سکتا جس کے ساتھ تم ابھی تک رہی تھیں۔"

"ارے وہ!" لزی ہنس پڑی! "وہ تو بالکل گاؤدی تھا!"

"خیر۔ یہ بہترین موقع ہے!" دوسری طرف سے آواز آئی "اس وقت تم اس کے بقیہ ساتھیوں کا پتہ معلوم کر سکتی ہو!"

"کیا وہ بتا دے گا!"

"تم کوشش کرو! ناتوپنگ سمیت گیارہ آدمی ہیں!"

"میں اس سے کہہ کر آئی ہوں کہ ڈاکٹر کا انتظام کرنے جا رہی ہوں۔"

"کوئی مضائقہ نہیں...... یہ تم کرسکتی ہو!" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "ایک گھنٹے بعد پھر رنگ کرلینا!"

لزی نے دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر ریسیور رکھ دیا اور بوتھ سے باہر آ گئی۔ لیکن اسے دوبارہ بوتھ ہی کی طرف پلٹ جانا پڑا۔ ذہن میں ایک نئے خدشے نے سر اُبھارا تھا۔ اس نے جلدی جلدی پھر وہی نمبر ڈائل کیے۔ دوسری طرف سے ہمفرے کی ہی آواز آئی!

"مجھے مشورہ چاہیے!" لزی بولی۔

"اب کیا ہے؟" ہمفرے کے لہجے میں جھلاہٹ تھی۔

"ڈاکٹر کو وہ اپنے مفلوج ہوجانے کی وجہ ضرور بتائے گا اور ڈاکٹر پہلی فرصت میں پولیس کو مطلع کردے گا!"

"جہنم میں جائے۔ تمہیں کیوں فکر ہے!"

"غور طلب مسئلہ ہے!" لزی بولی۔ "پولیس اس سے یوکاوا کی کہانی پوچھے گی اور وہ مجھے یوکاوا کی دوست کی حیثیت سے پیش کردے گا...... کیا میں اس طرح دشواری میں نہ پڑ جاؤں گی"

"ہاں یہ بات تو ہے۔"

"تو پھر مجھے کیا کرنا چاہیے!"

"اچھا تو تم اسے کسی طرح یہاں لے آؤ!"

"کہاں؟"

"ٹھیک ہے تمہیں اس عمارت کے بارے میں کچھ نہیں معلوم! ٹھہرو ایک منٹ ہولڈ کرو!"

وہ ریسیور کان سے لگائے کھڑی رہی! ساتھ ہی گھبرائی ہوئی نظریں باہر بھی ڈالتی جارہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد آواز آئی۔ "تم اسے سکس ایک روڈ لے جاؤ۔ کچھ دیر بعد ایک نیلے رنگ کی وین ایڈلفی پہنچے گی...... سپروائزر سے کہنا۔ وہ اسٹریچر کا انتظام کردے گا۔"

"اور کچھ؟" لزی نے پوچھا۔

"بس...... جاؤ اور انتظار کرو۔ اسی عمارت میں تمہارا ٹانک بھی مل جائے گا...... ایڈلفی سے ناتو چنگ کا حساب صاف کرادینا۔"

لزی ہوٹل پہنچ کر پھر ناتو چنگ کے کمرے میں پہنچی...... وہ پہلے ہی کی طرح چت پڑا کراہے جارہا تھا!

"میں تمہیں یہاں سے لے چلوں گی!" اس نے کہا۔

"کہاں لے چلوگی؟"

"کسی محفوظ جگہ...... ورنہ اگر ڈاکٹر نے وجہ پوچھ لی تو کیا کروگے؟"

"ہاں...... مجھے پوری کہانی دہرانی پڑے گی...... تم بہت سمجھدار معلوم ہوتی ہو۔ کیا یوکاوا کی بہت اچھی دوست ہو؟"

"ہم دوستی سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں۔" وہ گلوگیر آواز میں بولی۔

کچھ دیر خاموشی رہی۔ پھر لزی نے کہا۔ "میں اسٹریچر کا انتظام کرنے جارہی ہوں اور یہاں کا حساب صاف کیے بغیر وہ تمہیں جانے نہ دیں گے!"

"حساب بے باق کردو۔" ناتو چنگ کراہا۔ "میرے پرس میں کافی رقم موجود ہے۔"

دو گھنٹے کے اندر اندر وہ ہمفرے کی بتائی ہوئی عمارت میں منتقل ہوگئے۔

ایک غیر ملکی ڈاکٹر نے ناتو چنگ کا معائنہ کیا اور چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد دوسرا آیا اور اس نے ایک انجکشن دے کر مکمل آرام کی تاکید کی!

پھر کچھ دیر بعد دوسرے کمرے میں فون کی گھنٹی

بجی۔ لزی نے کال ریسیو کی تھی! دوسری طرف سے ہمفرے کی آواز آئی۔ تم نے اس کے ساتھیوں کا پتہ لگایا!"

"ابھی نہیں۔ جلد بازی ٹھیک نہیں۔"

"وقت نہ ضائع کرو...... پتہ نہیں کس نے اسے اس حال کو پہنچایا!"

"اگر وہ لوگ ایسے ہی ہیں تو پھر تعاقب بھی ہوتا رہا ہوگا۔"

"یہی معلوم کرنے کے لیے تو تمہیں اس عمارت میں منتقل کیا گیا ہے!"

"تو پھر کیا رہا؟"

"ابھی تک کوئی ایسی رپوٹ نہیں ملی لیکن اب تم اسی عمارت تک محدود رہنا!"

"اور میرا ٹانک؟"

"وہ تمہیں کچھ دیر بعد مل جائے گا!"

اس کے بعد سلسلہ منقطع ہونے کی آواز سن کر لزی نے بھی ریسیور رکھ دیا۔ اس کا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا ہوا تھا اور پیشانی پر شکنیں تھیں۔ پھر وہ ناتو پنگ والے کمرے میں آئی اور وہ دروازے کی طرف اشارہ کر کے نحیف آواز میں بولا۔ "وہ پیکٹ...... کسی نے نیچے سے اندر سرکایا تھا۔ وہ!"

لزی کو دروازے کے قریب براؤن رنگ کا ایک لفافہ پڑا نظر آیا۔ وہ آگے بڑھی اور جھک کر اسے اٹھالیا...... لفافے پر صرف "لزی" تحریر تھا! اس نے بڑی بے صبری سے لفافہ چاک کیا۔ اس میں سے کئی پرچے برآمد ہوئے...... ایک خط بھی تھا۔

"لزی......!

"تمہاری بے ہوشی کے دوران میں ایک میڈیکل ایکسپرٹ نے تمہارا طبی معائنہ کیا تھا۔ رپوٹ بھیج رہا ہوں۔ اسے غور سے دیکھ لو۔ اگر زندگی عزیز ہے تو اب اس ٹانک کا ایک قطرہ بھی اپنے جسم میں داخل نہ ہونے دینا...... اگر مزید دس دن اور تم اس کا استعمال جاری رکھتیں تو تمہارا بھی وہی حشر ہوتا جو روزی کا ہوا تھا ڈاکٹر نے کچھ مشورے تحریر کیے ہیں ابھی سے ان پر عمل شروع کردو۔ میں برا آدمی ضرور ہوں لیکن اتنا بھی نہیں کہ انسانی زندگی کی میری نظروں میں کوئی وقعت نہ ہو۔ جن کے لیے تم کام کررہی ہو...... وہ بے ضمیر ہیں۔ انہیں صرف کام سے کام ہے...... تمہاری زندگی اگر ان کے کسی تجربے کی بھینٹ چڑھ جائے تو اس کی کامیابی پر انہیں مسرت ہوگی۔ میں نے تمہیں آگاہ کردیا ہے...... اب تم جانو۔ ان سارے کاغذات کو دیکھ کر نذر آتش کردینا...... یہی تمہارے حق میں بہتر ہوگا......!"

لزی اس کمرے سے نکل کر دوسرے کمرے میں آئی۔ اور میڈیکل رپوٹ دیکھنے لگی! ڈاکٹر نے آخر میں ہدایت کی تھی کہ اسے زیادہ سے زیادہ مقدار میں پانی پیتے رہنا چاہیے۔ کچھ اور ہدایات تھیں جنہیں ذہن نشین کرلینے کے بعد اس نے ان کاغذات کو جلادیا۔

اب وہ عجیب سا اطمینان محسوس کررہی تھی۔ ناتو پنگ کے کمرے میں آکر اس سے پوچھا کہ اسے کسی چیز کی ضرورت تو نہیں!

"نہیں شکریہ! میں یہ تمہارا احسان کبھی نہ بھولوں گا۔" اس نے گلوگیر آواز میں کہا۔

"کیا تمہارا اور کوئی دوست یہاں نہیں ہے۔" لزی نے پوچھا لیکن اس نے فوری طور پر اس سوال کا جواب نہ دیا۔

"تم کیا سوچنے لگے۔ مجھے بتاؤ! میں اسے تم تک لانے کی کوشش کروں گی!"

"یہاں میرا کوئی دوست نہیں ہے!" ناتو پنگ بولا۔

اور وہ مطمئن ہو گئی! اب وہ نہیں چاہتی تھی کہ کسی کی بھی تباہی کا باعث بنے۔ وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ ان جاپانیوں میں سے ایک بھی زندہ نہ چھوڑا جائے گا...... ہمفرے اور اس کے مشن سے وہ اچھی طرح واقف تھی لیکن یہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ہمفرے خود اسے بھی کسی تجربے کی بھینٹ چڑھا دے گا لیکن یہ آدمی عمران کہاں سے آ کودا! یقیناً کسی اہمیت کا حامل ہے۔ ورنہ یہ سب کچھ کیسے کر گزرتا......!

اسے پھر فون کی گھنٹی سنائی دی اور وہ اسی کمرے کی طرف لپکی جہاں فون تھا۔ یہ بھی ہمفرے ہی کی کال تھی! وہ ناتو پنگ کے ساتھیوں کے بارے میں معلوم کرنے کے لیے بے چین تھا!

"وہ نہیں بتاتا...... کہتا ہے کہ یوکاوا کے علاوہ اور کسی کو نہیں جانتا!" لزی نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"اچھی بات ہے! تو پھر مجھے ہی آنا پڑے گا!"

"میرا انا تک؟"

"اوہ...... شام تک پہنچ جائے گا اور پوری طرح مطمئن ہو جانے کے بعد میں بھی آؤں گا!"

"اچھی طرح اطمینان کر لینا...... میں مطمئن نہیں ہوں!"...... لزی یہ کہتے ہوئے زہریلے انداز میں مسکرائی!

"تم فکر نہ کرو!" دوسری طرف سے کہا گیا اور سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔ اس کے بعد لزی شام تک زیادہ سے زیادہ پانی پیتی رہی......!

تقریباً سات بجے ایک لمبی سی سیاہ گاڑی کمپاؤنڈ میں رکی اس پر سے تین آدمی اترے! لزی کھڑکی سے دیکھ رہی تھی اس کا دل دھڑکنے لگا۔ عجیب ساخوف ذہن پر مسلط ہوتا جارہا تھا۔ وہ برآمدے میں آئے اور کال بیل کا بٹن دبایا...... لزی غیر ارادی طور پر صدر دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس نے دروازہ کھولا۔

ہمفرے ایک آدمی کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ دوسرا شاید باہر ہی رہ گیا تھا۔

"وہ کہاں ہے؟" ہمفرے غرایا۔

"مم...... میرے ساتھ آؤ!" لزی بولی۔

"تمہیں کیا ہوا۔ کیا تم خائف ہو۔" وہ اسے گھورتا ہوا بولا۔

"نہیں۔ میں کیوں خائف ہوتی!"

وہ اسے اس کمرے میں لائی جہاں ناتو پنگ لیٹا ہوا تھا۔

اب لزی نے ہمفرے کے ساتھی کو دیکھا۔ صورت اس کے لیے نئی تھی! لیکن وہ آنکھوں سے سخت گیر آدمی معلوم ہوتا تھا۔ نسلاً سفید فام ہی تھا۔

ناتو پنگ نے انہیں دیکھ کر اٹھنے کی کوشش کی اور چیخ مار کر پھر لیٹ گیا! اس کا یہ فعل قطعی طور پر ضطراری معلوم ہوا تھا! لزی خاموش کھڑی تھی!

ہونٹ سختی سے بھینچے ہوئے تھے۔

"کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟" ہمفرے نے ناتو پنگ سے پوچھا۔

"نہیں۔ تم شاید اسی رحم دل خاتون سے تعلق رکھتے ہو!"

"میں بلاشبہ اسی خاتون کا ساتھی ہوں لیکن رحم دل ہم میں سے کوئی بھی نہیں ہے!"

"ارے!" ناتو پنگ نے ہنسنے کی ناکام کوشش کی اور بولا۔ مجھ پر تو تم لوگوں نے بڑا کرم کیا ہے۔"

"تمہارے بقیہ نو ساتھی کہاں ہیں؟"

"مم...... میرا تو کوئی بھی ساتھی نہیں یوکاوا کے علاوہ!"

"تم جھوٹے ہو۔ میری اطلاع کے مطابق پورے گیارہ عدد میری تلاش میں آئے تھے!"

"تت...... تو یہ صحیح ہے کہ...... تم نے یوکاوا کو مار ڈالا۔"

"ہاں یہ صحیح ہے...... لیکن صرف تمہیں زندہ رکھا جائے گا اس شرط پر کہ اپنے بقیہ نو ساتھیوں کی نشان دہی کر دو!"

"میرے خدا......! ناتو پنگ کے حلق سے عجیب سی آوازیں نکلنے لگیں ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے قوت گویائی ہی کھو بیٹھا ہو!

وہ لوگ خاموش کھڑے رہے۔

آہستہ آہستہ ناتو پنگ کی آواز دبتی گئی! اسی دوران میں ہمفرے غرایا۔

"اب تم بے ہوشی کا ڈھونگ کرو گے لیکن تمہیں زبان کھولنی ہی پڑے گی!"

"میں بے ہوشی کا ڈھونگ نہیں کروں گا۔" ناتو پنگ نے اپنی آواز پر قابو پاتے ہوئے پُرسکون لہجے میں کہا۔ "مرنے کے لیے تیار ہوں!"

'اسے دھمکی نہ سمجھنا...... یوکاوا بھی اسی لیے مارا گیا۔ اس نے بقیہ لوگوں کا پتہ بتانے سے انکار کر دیا تھا۔"

"تو مجھے بھی مار ڈالو۔ گیارہ نومبر کی قسم، تم میری زبان سے کچھ بھی نہ سن سکو گے!"

ہمفرے نے جیب سے ایک بڑا سا چاقو نکالا اور جب اسے کھولا تو اس کی کڑکڑاہٹ کمرے کی خاموش فضا میں...... گونج کر رہ گئی!

لزی نے بوکھلا کر آنکھیں بند کر لی تھیں۔ اُسے اپنا دم گھٹتا سا محسوس ہو رہا تھا۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے زمین ہل رہی ہو۔ اس مفلوج آدمی کو ذبح کر دینے کا تصور بھی اس کے لیے اذیت ناک تھا!

"بتاؤ!" ہمفرے کسی خونخوار درندے کی طرح غرایا اور لزی نے آنکھیں کھول دیں...... ناتو پنگ بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا!

دفعتاً ہمفرے نے اپنے ساتھی سے کہا۔ "اسے ذبح کر دینے میں میری مدد کرو!"

ٹھیک اسی وقت تیسرا آدمی اندر داخل ہو کر بولا۔ "مجھے شبہ ہے کہ آس پاس کچھ آدمی چھپے ہوئے ہیں!"

"جاؤ...... دیکھو!" ہمفرے نے اپنے ساتھی سے کہا اور وہ دونوں باہر چلے گئے......

پھر ہمفرے لزی کی طرف مڑا۔ کھلا ہوا چاقو اب بھی اس کے ہاتھ میں تھا۔

"یہ فون تک تو نہیں پہنچ سکا تھا۔" اس نے لزی سے پوچھا۔

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا!" وہ تھوک نگل کر بولی۔ "خود سے کروٹ تک تو لے نہیں سکتا اور پھر میں اس وقت سے اب تک اس کی نگرانی کرتی رہی ہوں!"

"تم بھول رہی ہو!" ناتو پنگ ہنس کر بولا۔ "ایک بار تم آدھے گھنٹے کے لیے یہاں سے چلی گئی تھیں!" اور وہ دونوں ہی تیزی سے اس کی طرف مڑے!

"ارے!" لزی اچھل پڑی!

ناتو پنگ کی بجائے اسے عمران نظر آیا تھا اس بار اور پھر وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"چاقو زمین پر ڈال دو!" اس نے ریوالور کا رخ ان کی طرف کرتے ہوئے کہا...... ساتھ ہی وہ دروازے کی طرف بھی بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ دروازے کو بولٹ کر کے وہ پھر ہمفرے سے بولا۔ "تم نے ابھی تک چاقو نہیں چھوڑا۔!"

ہمفرے نے چاقو زمین پر گرا دیا۔

''لزی! چاقو اٹھا کر میرے پاس لاؤ!'' عمران بولا۔

لزی نے چاقو اٹھایا اور عمران کو تحیر آمیز نظروں سے گھورتی ہوئی اس کی طرف بڑھنے لگی اور ٹھیک اسی وقت ہمفرے لزی کو ڈھال بنا کر عمران پر ٹوٹ پڑا۔ لزی ان کے نیچے دب کر چیخی تھی! اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ پس کر رہ جائے گی! پھر اچانک ان میں سے کسی کا بازو اس کے دانتوں میں آ گیا۔ جسے وہ زتی ہی چلی گئی! اور پھر اسے ان کے نیچے سے نکلنے کا موقع مل گیا تھا۔ وہ بھاگ کر دور جا کھڑی ہوئی۔!

دونوں گتھے ہوئے تھے! ریوالور ایک جانب پڑا تھا لیکن چاقو کہیں نظر نہ آیا۔ وہ پہلے ہی اس کے ہاتھوں سے نکل گیا تھا۔ اتنے میں کسی نے دروازے کو دھکا دیا۔

لیکن لزی جہاں تھی وہیں کھڑی رہی۔

دفعتاً ہمفرے بولا۔ ''لزی...... ریوالور اٹھا لو۔ بے دریغ فائر کر دو اس پر۔''

لزی چونکی۔ آگے بڑھی...... ریوالور اٹھایا......

''اندر کیا ہو رہا ہے۔ دروازہ کھولو!'' باہر سے آواز آئی۔ غالباً یہ ہمفرے کا کوئی ساتھی ہی تھا۔

''لزی دروازہ کھول دو!'' ہمفرے ہانپتا ہوا بولا۔

''ضرور سوّر کے بچے۔ ضرور کھولوں گی دروازہ!'' وہ دانت پیس کر بولی۔ ''ابھی تم نے مجھے ڈھال بنایا تھا!''

''تم پاگل ہو گئی ہو!'' وہ چیخا۔

''نہیں لزی ڈارلنگ۔ تم دروازہ ہرگز نہ کھولنا۔'' عمران چڑانے والے انداز میں بولا۔

اتنے میں لزی کو چاقو بھی نظر آ گیا۔ وہ انہیں دونوں کے نیچے دبا رہ گیا تھا......!

اس نے جھپٹ کر اسے بھی قبضہ کر لیا!

''شاباش......!'' عمران بولا۔ ''یہ کام کیا ہے تم نے۔ اب میں اسے پکڑ لوں گا اور پنجرے میں بند کر کے تیس دن تک وہی ٹانک پلاؤں گا۔''

''ہم دروازہ توڑ دیں گے۔'' باہر سے آواز آئی۔

''ضرور توڑ دو!'' لزی بھی چیخ کر بولی۔ ''دو گولیاں کافی ہوں گی۔ میرے ہاتھ میں ریوالور ہے۔''

''ے! تم تو جوان آف آرک کی طرح بول رہی ہو...... اش!'' عمران نے کہا اور اس بار ہمفرے کو کمر پر لاد کر دے پٹخا۔

اب وہ اس کے سینے پر سوار اس کا گلا گھونٹ رہا تھا لیکن ہمفرے نے اس کے ہاتھ پکڑ لیے!

لزی ہمفرے کی قوت سے بخوبی واقف تھی۔ بیک وقت کئی آدمیوں سے تنہا نپٹنا اس کا محبوب ترین مشغ ا۔ ورزش کے طور پر وہ روزانہ کئی آدمیوں سے رکرتا تھا۔ انہیں کھلی اجازت ہوتی تھی کہ جس طر یں حملہ کریں لیکن وہ انہیں تھکا مارتا......!''

لیکن اس وقت وہ پسینے میں شرابور تھا اور بری طرح ہانپ رہا تھا! اس کے برخلاف عمران کے چہرے پر کھلنڈری سی مسکراہٹ تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ محض تفریحاً ہمفرے سے لپٹ پڑا ہو!

ہمفرے نے بالآخر اس کے ہاتھ اپنی گردن سے ہٹا دیے لیکن اچھال پھینکنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

باہر سے دروازے پر ٹکریں ماری جا رہی تھیں...... لزی اس کی طرف متوجہ ہو گئی۔ اس نے تہیہ کر لیا تھا کہ اگر دروازہ ٹوٹ گیا تو وہ فائرنگ شروع کر دے گی۔

''تم تھک گئے ہو شاید!'' عمران نے ہمفرے

سے کہا۔

''اچھی بات ہے تھوڑی دیر آرام کرلو۔''

پھر لزی نے دیکھا کہ وہ اسے چھوڑ کر دور ہٹ گیا!

''تم پاگل تو نہیں ہو گئے؟'' وہ بوکھلا کر بولی۔

''سب ٹھیک ہے!'' عمران نے احمقانہ انداز میں کہا...... اور پیچھے ہٹتے ہٹتے دیوار سے جا لگا!

پھر جیسے ہی ہمفرے نے اٹھ کر لزی کی طرف چھلانگ لگائی۔ عمران نے کوئی چیز اس کی طرف پھینکی اور وہ دھم سے فرش پر جا رہا۔ غالباً لزی سے چاقو یا ریوالور چھین لینے ہی کے لیے اس کی طرف جھپٹا تھا۔ ہمفرے نے دوبارہ اٹھنے کی کوشش کی لیکن اب یہ ناممکن تھا کیوں کہ اس کی دونوں ٹانگیں ایک پتلی سی ڈور کے پھندے میں پڑ گئی تھیں جس کا دوسرا سرا عمران کے ہاتھوں میں تھا!

دروازے پر بدستور ضربیں پڑ رہی تھیں!

پھر لزی نے دیکھا کہ ہمفرے کی جدوجہد اس کے لیے مزید مصیبتیں لا رہی ہے جب بھی وہ اٹھنے کی کوشش کرتا...... عمران اس ڈور کو ڈھیل دے کر اس طرح گردش دیتا کہ وہ ہمفرے کے گرد لپٹتی چلی جاتی۔ اس طرح دیکھتے ہی دیکھتے اس کا پورا جسم اس ڈور میں لپٹ کر رہ گیا۔ آخر میں عمران نے اسے کسی بنڈل کی طرح گھسیٹ کر ایک کنارے ڈال دیا اور لزی سے بولا۔ ''اب تم ذرا میرے لیے ایک کپ کافی بنا لاؤ اتنے میں میں ان دونوں کو بھی پیک کیے دیتا ہوں۔''

''لزی کتیا تو پچھتائے گی!'' ہمفرے دھاڑا۔

''بہت طاقتور ہوں!'' عمران لزی کے بولنے سے پہلے بول پڑا۔ اگر اس ڈور کو توڑ کر دکھاؤ تو تمہارے لیے بھی ایک کپ کافی بنوا دوں گا!''

''شٹ اپ!'' ہمفرے پھر دھاڑا۔

''اور تم میرے لیے دس خوراکیں ناٹک کی لائے ہو۔'' لزی مضحکہ اڑانے والے انداز میں ہنسی۔

''کیا سچ مچ تیرا دماغ خراب ہو گیا ہے؟''

عمران انہیں وہیں چھوڑ کر بائیں جانب والے دروازے سے گزرا چلا گیا۔

''روزی کون تھی نکولائی؟'' لزی نے پُرنفرت لہجے...... میں پوچھا۔

''میں نہیں جانتا۔''

''تم نے یہ تو سوچا ہوتا کہ وہ بھی اپنوں ہی میں سے تھی۔''

''تم بہکائی گئی ہو...... میں اچھی طرح سمجھتا ہوں!''

اتنے میں دوسری طرف سے ایسی آوازیں آنے لگیں، جیسے کچھ لوگ آپس میں ٹکرا گئے ہوں۔ دروازے پر ضربیں پڑنی بند ہو گئی تھیں!

لزی پل بھر کے لیے ادھر متوجہ ہوئی اور پھر ہنس کر بولی۔ ''اب وہ ان دونوں کو ٹھیک کر رہا ہے۔ بلا کا آدمی ہے اور ہاں شاید تمہیں نہ معلوم ہو کہ یہ وہی آدمی ہے!''

''کون؟''

''جس پر یوکا وانے مجھے مسلط کیا تھا!''

''اوہ......!''

''اور یہ تو تم دیکھ ہی چکے ہو کہ وہ کس طرح ناتو پنگ سے عمران بن گیا تھا!''

''لزی تم اپنے ملک سے غداری کر رہی ہو۔ ہوش میں آؤ۔''

''لعنت ہے تم پر اور تمہارے ملک پر۔ میں اپنی توہین سمجھتی ہوں درندوں کی اس بستی کی باشندہ کہلانے میں!''

"کتیا......!" ہمفرے دھاڑا۔

"تھو......!" لزی نے اس کے منہ پر تھوکتے ہوئے ایک ٹھوکر بھی رسید کی اور ہمفرے کی زبان سے گالیوں کا طوفان اُلڈنے لگا۔

"ویل ڈن!" عمران بائیں جانب والے دروازے سے اندر داخل ہوتا ہوا بولا۔ "اب میں تمہاری شادی اس کلوٹے سے ہرگز نہیں کروں گا۔"

"پھر آگے بڑھ کر وہ دروازہ کھولا جس پر باہر سے ٹکریں پڑتی رہی تھیں! سامنے ہی ہمفرے کے دونوں ساتھی فرش پر لمبے لیٹے نظر آئے۔ دونوں بے ہوش تھے۔

عمران ان کی ٹانگیں پکڑ کر انہیں بھی اسی طرح کمرے میں گھسیٹ لایا......

ہمفرے فرش پر پڑا اس طرح پلکیں جھپکا رہا تھا ......جیسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو! عمران نے اس کے بے ہوش ساتھیوں کے ہاتھ پیر بھی جکڑ دیئے!

"تم آخر کون ہو! اور کیا چاہتے ہو؟" ہمفرے بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"پہلے تم بتاؤ کہ تم کون ہو؟"

"میں ڈاکٹر موندرے کا اسٹنٹ ہوں اور تم نے جو کچھ بھی کیا ہے غلط کیا ہے!"

"کیا ڈاکٹر موندرے تمہاری ان حرکتوں سے واقف ہے؟"

"یہ میرے نجی معاملات ہیں۔ ان کا اور کسی سے کوئی تعلق نہیں!"

"لیکن تم اس طرح یوکاوا کے قتل کے الزام سے تو نہ بچ سکو گے! تمہیں اس کی سزا ضرور ملے گی!"

"لزی نے بتایا تھا کہ تم بلیک میلر ہو۔ بتاؤ اس راز کی کیا قیمت مقرر کرتے ہو؟"

"تمہاری اپنی زندگی!" عمران جیب سے چیونگم کا پیکٹ نکال کر اسے پھاڑتا ہوا بولا۔ پھر ایک پیس نکال کر لزی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "چیونگم تمہاری سانسوں کو قابو میں لائے گی!"

"بڑی سے بڑی رقم جو چاہو!" ہمفرے لجاجت سے بولا۔

"خاموش پڑے رہو...... ہاں لزی کافی!"

"میں ابھی لائی!" لزی نے کہا اور عمران کے قریب آ کر اس کے گالوں کو بڑے پیار سے تھپ تھپاتی ہوئی کمرے سے چلی گئی!

"بڑی سے بڑی رقم تمہیں یہاں بھی مل سکتی ہے اور اگر تم چاہو تو...... سوئٹزرلینڈ کے کسی بینک میں تمہارے نام سے جمع بھی کرائی جا سکتی ہے!"

عمران کچھ نہ بولا۔ کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا اور ہمفرے کو اس طرح دیکھنے لگا جیسے وہ کوئی عجوبہ ہو ......تھوڑی دیر بعد لزی واپس آ گئی۔ اس کے ہاتھوں میں کافی کی دو پیالیاں تھیں ایک اس نے عمران کی طرف بڑھا دی اور دوسری سے خود پیتی رہی......!

"کیا تم نے اس شخص کی اصلی شکل بھی کبھی دیکھی ہے؟" عمران نے ہمفرے کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"اصلی شکل سے کیا مراد ہے؟"

"نہ اس کا اصل نام ہمفرے گولائی ہے اور نہ یہ اس کی اصلی صورت!"

"دونوں ہی باتیں میرے لئے حیرت انگیز ہیں!" لزی نے کہا......

"آپ مسٹر ملکی برنارڈ ہیں۔ اپنے ملک کی سیکرٹ سروس کے اس یونٹ کے سربراہ، جو جاپان میں انقلابیوں کا قلع قمع کرنے کے لیے متعین کیا گیا تھا۔!"

"بکواس ہے!" ہمفرے حلق کے بل چیخا۔

"جیسے میں نے اپنے چہرے پر ناتو پنگ کا چھلکا چڑھا رکھا تھا۔ اسی طرح اس نے بھی کسی چھلکے کی آڑ لے رکھی ہے۔ کہو تو اُتار دوں وہ چھلکہ!"

"خبردار میرے قریب نہ آنا۔" ہمفرے غرایا......

لیکن عمران آگے بڑھا اور اس کے قریب دوزانوں بیٹھ کر اس کی گردن ٹٹولنے لگا اور پھر لزی نے سچ مچ ہمفرے کے چہرے سے غلاف سا اترتے دیکھا۔ سر پر پائے جانے والے سفید بال بھی چھلکے کے ساتھ ہی اترتے چلے گئے تھے......اور اب ایک بہت ہی توانا اور جوان چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے تھا۔

"مسٹر مکّی برنارڈ......!" عمران گمبھیر آواز میں بولا۔ "مجھے اس سے قطعی سروکار نہیں کہ تم کیا ہو......میں اس قتل کے سلسلے میں تمہیں حراست میں لے رہا ہوں، جو میرے ملک میں تمہارے ہاتھوں ہوا......یوکاوا کا قتل......اور......اوہ میں اس بے چاری روزی کو تو بھول ہی گیا اور یہ لزی جو کچھ دنوں کے بعد گرا کر مار ڈالی جاتی۔"

عمران خاموش ہو گیا۔ کمرے کی فضا پر گہرا سکوت طاری تھا۔ دفعتاً......لزی عمران کی طرف بڑھی اور اپنے ہونٹ اس کی پیشانی پر رکھ کر سسکیاں لینے لگی۔ گرم گرم قطرے اس کی آنکھوں سے ڈھلکتے رہے......!

دوسرے دن ص[illegible]ر عمران "ادارہ تحقیقات نفسی" کی عمارت [illegible]ب جا رہے تھے! صفدر کار ڈرائیو کر رہا تھا! اور عمران اس کے برابر بیٹھا کہہ رہا تھا۔ "تین سال گزرے "کیوشو انقلابی جماعت" نے ایک بیرونی اقتصادی غلبے سے نجات پانے کے لیے ایک پروگرام مرتب کیا تھا۔ وہ ایسے تمام مقامی افراد کو ختم کر دینا چاہتی تھی، جو اس غلبے کے حامی تھے لیکن برنارڈ عرصہ سے ان کی تاک میں تھا۔ اس نے عین وقت پر ان سبھوں کو گرفتار کرا دیا جو بچ گئے تھے۔ کچھ دنوں کے بعد انہوں نے دوبارہ جماعت کی تنظیم کی اور اس تاریخ کو اپنے لیے مقدس عہد قرار دیا۔ جب ان کی جماعت کے بہترین دماغ گرفتار کیے تھے......! وہ تاریخ گیارہ نومبر تھی۔ ساتھ ہی انہوں نے قسم کھائی تھی کہ مکّی برنارڈ کو اس کے یونٹ سمیت نیست و نابود کر دیں گے! برنارڈ حقیقتاً ان سے دہشت زدہ ہی ہو کر وہاں سے بھاگ نکلا تھا۔ وہ اس کی تلاش میں رہے پھر انہیں کسی طرح علم ہوا کہ وہ یہاں سے بھاگ نکلا تھا۔ وہ اس کی تلاش میں رہے پھر انہیں کسی طرح علم ہوا کہ وہ یہاں ہے...... لہٰذا گیارہ آدمیوں کی ایک جماعت مختلف طریقوں سے یہاں پہنچی۔ یوکاوا ان کا سربراہ تھا۔ یوکاوا اور ناتو پنگ اپنی جماعت کے بڑے لوگوں میں سے تھے! اور مکّی برنارڈ انہیں پہچانتا تھا۔ بہرحال وہ یہاں آئے اور مکّی برنارڈ کے ہتھکنڈوں کی وجہ سے پھر اس سے مار کھا گئے! ان لوگوں کے لیڈروں میں ایک شخص کیتونا بھی تھا! گیارہ نومبر کے بعد سے وہ ایسا لاپتہ ہوا کہ پھر اس کا سراغ نہ مل سکا۔ مکّی برنارڈ اس سے بھی واقف تھا۔ کیتونا بہت سینئر تھا اور اس نے پارٹی کے لیے بہت بڑے بڑے کام کیے تھے۔ بہرحال برنارڈ صرف ان دونوں کو دیکھتا ہے اور یقین نہیں کر سکتا کہ صرف یہ دو ہی ہوں گے لہٰذا ایک دن وہ یوکاوا کو فون پر اطلاع دیتا ہے کہ وہ ان کا گمشدہ لیڈر کیتونا ہے اور عرصۂ دراز سے مکّی برنارڈ کے پیچھے لگا ہوا ہے......وہ یوکاوا سے یہ بھی کہتا ہے کہ وہ اس کے سامنے نہیں آ سکے گا۔ وہ اسے بتاتا ہے کہ مکّی برنارڈ یہیں ہے لیکن کھل کر سامنے نہیں آ رہا ہے۔ اس کے کچھ

لوگ نظر میں ہیں ان کی نگرانی کی جائے۔ پھر وہ اسے روزی کا پتہ بتاتا ہے اور لزی کے لیے کہتا ہے کہ یوکاوا اس سے دوستی کرنے کی کوشش کرے۔ روزی حقیقتاً برنارڈ کی داشتہ تھی۔"

عمران خاموش ہو گیا۔ صفدر کچھ دیر بعد بولا۔

"میں نے آپ سے اس ٹانک کے بارے میں پوچھا تھا۔"

"بتاتا ہوں...... میں دراصل برنارڈ کی سفاکی پر غور کرنے لگا تھا۔ وہ اس کی داشتہ تھی اور اس نے تجربے کے طور پر زہر اس پر آزما ڈالا تھا۔ لزی جو اس کی رفیق کار تھی اسے بھی نہیں چھوڑا تھا۔"

"تو یہ ڈاکٹر مونڈرے!"

"نہیں مونڈرے قطعی بے قصور ہے۔ اول تو وہ برنارڈ کی اصلیت سے واقف نہیں تھا۔ دوسرے یہ کہ اس نے وہ محلول کسی دوسرے مقصد کے لیے تیار کیا تھا! کسی طرح برنارڈ کو علم ہو گیا کہ اس کا مسلسل استعمال دل کو اتنا کمزور کر دیتا ہے کہ معمولی سا شاک بھی اس کے چیتھڑے اڑا دے...... اس نے اس محلول کی خاصی بڑی مقدار ڈاکٹر کی لاعلمی میں چرائی اور اسے آدمیوں پر آزمانے لگا۔ ڈاکٹر نے جانوروں پر تجربات کیے تھے! اور خود برنارڈ نے اعتراف کیا ہے کہ مونڈرے اس میں قصوروار نہیں! بہرحال اس کے متعلق پوری طرح اطمینان کیے بغیر فی الحال اس کے بارے میں اظہارِ خیال غیر ضروری ہے۔ اسے بھی دیکھیں گے! بہرحال وہ ناتوپنگ سے اور یوکاوا سے کام بھی لیتا رہا اور انہیں ختم کر دینے کے درپے بھی رہا۔ اس نے لزی اور روزی کے بارے میں بتایا تھا کہ وہ برنارڈ کے یونٹ سے تعلق رکھتی ہیں! برنارڈ اس کھیل کو جلد سے جلد ختم کر دینا چاہتا تھا کیوں کہ ایک غیر متعلق آدمی یعنی میں بھی بیچ میں آکودا تھا۔ خواہ میری حیثیت کچھ رہی ہو۔ لہٰذا وہ یوکاوا سے اس کے ساتھیوں کے بارے میں پوچھتا ہے لیکن یوکاوا نے اب خطرے کی بو سونگھ لی تھی۔ اس نے بتانے سے انکار کر دیا اور برنارڈ نے اسے قتل کر دینے ہی میں بہتری سمجھی۔ اس کی دانست میں ناتوپنگ زیادہ ذہین نہیں تھا۔ اس لیے فی الحال اسے زندہ رکھ کر اس کے بقیہ ساتھیوں کا سراغ پانا چاہتا تھا۔ تم نے جس ہوسٹل کے بارے میں بتایا تھا اس میں بڑی تعداد میں جاپانی آباد ہیں۔ ان میں سے بقیہ نو آدمی کو نکال لینا آسان کام نہیں تھا۔!"

"کیا لزی مر جائے گی؟"

"اگر وہ ڈاکٹروں کے مشوروں پر عمل کرتی رہی تو اس کا خدشہ نہیں رہے گا۔ ویسے اس زہر سے دل متاثر ہو چکا ہے وقت لگے گا سدھرنے میں!"

"یوکاوا کی لاش کا کیا ہوا؟ پولیس کو تو اس عمارت میں نہیں ملی تھی!"

ہمفرے کے دونوں ساتھیوں نے اس کی نشان دہی بھی کر دی ہے! اسے ایک جگہ دفن کر دیا گیا تھا۔ بہرحال وہ برآمد کی جا چکی ہے۔ ابھی خاصی دشواریاں پیش آئیں گی!"

"کیسی دشواریاں؟"

"وہ لزی...... مسلط ہو گئی ہے میرے سر پر...... اور ظاہر ہے کہ اس دشواری کا تعلق آپ حضرات کی ذات شریفہ سے ہرگز نہ ہوگا...... اور نہ وہ میاں ایکسٹو سلیہ ہی ذمے داری لیں گے...... وہ مجھ سے کہہ رہی تھی کہ تمہاری قبر تک میں گھس جاؤں گی...... تم نے کیوں جان بچائی میری...... کیا آج میں تمہیں زیادہ...... بے وقوف لگ رہا ہوں......!"

صفدر نے کنکھیوں سے اسے دیکھا...... وہ ایسا منہ بنائے بیٹھا تھا جیسے ڈاڑھ میں درد ہو رہا ہو......!

☆......☆......☆